ماہنامہ

(صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لیے)

انصار اللہ

اگست 2013ء رمضان 1434ھ ظہور 1392ہش

عید مبارک

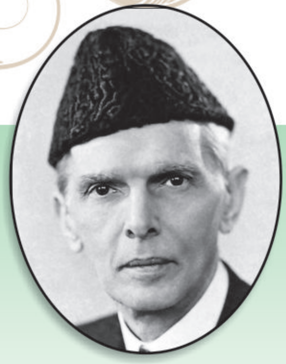

’’جولوگ اپنی نادانی سے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ پاکستان کو ختم کر دیں گے بڑی بھول میں مبتلاء ہیں۔ دنیا کی کوئی طاقت ایسی نہیں جو پاکستان کا شیرازہ بکھیرنے میں کامیاب ہو سکے۔ اس پاکستان کا، جواَب مضبوط و مستحکم بنیادوں پر قائم ہو چکا ہے۔‘‘

(فرمان بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ 24راگست 1947ء)

اس شمارہ میں

- قرآن شریف کو پڑھے پڑھائے بغیر کسی قسم کی ترقی کا خیال کر لینا ایک غلط خیال ہے
- اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
- جماعت احمدیہ کی پُرخلوص دعاؤں سے معمور حب الوطنی
- حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا اردو زبان میں ابلاغ
- علم و معرفت بڑھانے کا ایک اہم وسیلہ MTA

38واں جلسہ سالانہ جرمنی

منعقدہ 28, 29, 30 جون 2013ء کے چند مناظر

ماہنامہ انصاراللہ

صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کیلئے

ظہور1392ھش/اگست2013ء/جلد54/شمارہ08

ایڈیٹر:احمد طاہر مرزا

فہرست

اہلِ وطن کیلئے دعائیں (اداریہ)	4	اردو زبان میں ابلاغِ ماموریت	14
صبر وصلوٰۃ اور اسوۂ رسول ﷺ (درس القرآن)	6	ہمارے مہدی علیہ السلام	21
وطن سے محبت جزوِ ایمان ہے (درس الحدیث)	7	ماں کی عظمت (منظوم)	29
تمام آرزوئیں ......خدا میں ہو جائیں (امام الکلام)	8	ایم ٹی اے علم بڑھانے کا ایک اہم وسیلہ	30
اولٰئک حزب الله حفاظ دینه (عربی کلام)	9	حب الوطنی	32
اے محبت عجب آثار نمایاں کردی (فارسی کلام)	10	اخبار مجالس	39
قرآن شریف ہی دین کی جان ہے	11	پاکستان ہمارا وطن (منظوم)	41
اسوۂ رسول اکرم ﷺ	13	حضور انور کے خطبہ جمعہ کے اوقات	42

عید الفطر کی خوشیاں مبارک ہوں

اہلِ وطن کو 66واں یوم آزادی مبارک صد مبارک!

نائبین: ○ ریاض محمود باجوہ ○ نوید مبشر شاہد

فون نمبر 047-6212982_فیکس 047-6214631 موبائل نمبر مینیجر (0336-7700250)

ویب:ansarullahpk.org قائد اشاعت: quaid.ishaat@ansarullahpk.org

ای میل: magazine@ansarullahpk.org:ansarullahpakistan@gmail.com

پبلشر: عبدالمنان کوثر پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ کمپوزنگ وڈیزائننگ: فرحان احمد ذکاء

مقام اشاعت: دفتر انصاراللہ دارالصدر جنوبی، چناب نگر (ربوہ) مطبع: ضیاءالاسلام پریس

شرح چندہ پاکستان سالانہ 200: روپے۔ قیمت فی پرچہ: 20 روپے

اہلِ وطن کیلئے دعائیں

اے دیس سے آنے والے بتا کس حال میں ہیں یاران وطن

قوموں کی بقا کا راز ہم وطنوں کے بنیادی حقوق کی ادائیگی میں پنہاں ہے۔تاریخ عالم اور حال کی ترقی یافتہ اقوام کے مشاہدہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اعلیٰ قیادت، اعلیٰ سوچ، عقل مندی، ہوشیاری، تعلیم اور معیشت ہی صرف قوموں کی ڈوبتی ناؤ نہیں بچایا کرتیں بلکہ عامۃ الناس، مفلس، لاچار و ناچار، مجبور اور بے بس عوام کی دعائیں بھی قوموں کی بقا کی ضمانت ہوا کرتی ہیں۔وہ قیادتیں جو اس راز کو پا لیتی ہیں وہ اپنے وطن کو پستیوں کے اندھیروں سے بچا لیتی ہیں۔اللہ تعالیٰ ظلم اور اندھیر نگری کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ہمارا وطن دنیا کا وہ واحد وطن ہے جو کلمہ طیبہ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔افسوس کہ آج 66 سال گزرنے کے باوجود اس کلمہ کے بنیادی پیغام سے دوری ہے۔اہل وطن اپنے بنیادی حقوق سے جو جمہوری ملت کی روح ہوتے ہیں، محروم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔خوشی اور خوشحالی کی ان کی تمام تمنائیں اور زندہ رہنے کی بنیادی ضرورتیں حسرتوں میں بدلتی جا رہی ہیں اور یہ گراوٹ ایسی ہے کہ رکنے کا نام ہی نہیں لیتی۔ایسی صورت حال میں اقوام عالم کی تاریخ ہمیں یہ پیغام دیتی ہے کہ یا ظلم مٹتے ہیں یا دھرتیاں خود مٹ جایا کرتی ہیں۔کیا ہمارے وطن کیلئے کوئی مسیحا نہیں جو اس قوم کے زخموں پر مرہم رکھے۔ارباب حل و عقد تو اپنی نئی کہکشائیں تعمیر کرتے جاتے ہیں جبکہ خود اران وطن فقیروں میں بدلتے جا رہے ہیں۔اسلاف کی سلطنتیں جن وجوہات کی بناء پر ناکام ہوئیں ان میں دینی تعلیم کا انحطاط اور اخلاقی گراوٹ بھی شامل تھی جیسا کہ فرمایا:

”اکثر میں ایسے نوجوانوں کو......خاص طور پر پاکستانی جو اپنی اچھی معاشرتی روایات بھی بھول جاتے ہیں، یہ کہا کرتا ہوں کہ اپنے اندر اعتماد پیدا کرو کہ (دینی) تعلیم ہی سب سے اعلیٰ تعلیم ہے۔یہی تعلیم تھی جس کو (مومنوں) نے جب تک اپنائے رکھا علم میں بھی ترقی کرتے رہے اور اخلاق میں بھی ترقی کرتے رہے۔دنیا میں حکومتیں بھی اُن کے ہاتھ میں رہیں اور دنیا کی بڑی بڑی حکومتیں ان سے خوفزدہ بھی رہیں۔اور جب یہ سب کچھ جاتا رہا تو نہ علم رہا، نہ دین رہا، نہ دنیا رہی۔اور یہ سب اِس لئے ہوا کہ (دینی) اخلاق اور قدروں کو بھول گئے۔عورت اور شراب کی برائیوں میں مبتلا ہو گئے۔خود غرضی اُن میں پیدا ہو گئی۔دھوکہ اور دو عملی ان میں پیدا ہو گئی۔عورتیں اپنا تقدس بھول گئیں۔مرد اپنی ذمہ داریاں بھول گئے اور یہ تو اب اللہ تعالیٰ کا مسیح و مہدی کے زمانے کے ساتھ وعدہ ہے کہ ان کی اصلاح ہو گی اور اس کی پیشگوئی آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی کہ مسیح موعود کے بعد خلافت کا نظام جاری رہے گا اور جب خلافت کا نظام جاری ہے تو پھر قبلے بھی درست رہیں گے۔کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایمان والوں، عملِ صالح کرنے والوں، نمازوں کا قیام کرنے والوں اور زکوٰۃ دینے والوں اور رسول کی اطاعت کرنے والوں کے ساتھ وعدہ ہے کہ خلافت کا نظام اُن میں جاری رکھے گا۔لیکن ایسے لوگ جو (دینی) اقدار کو چھوڑ کر کسی احساسِ کمتری کی وجہ سے نام نہاد ترقی یافتہ دنیا کے غلط کاموں کی پیروی کرتے ہیں وہ نہ دین کے رہیں گے نہ دنیا کے۔“ ❶

پس ایسی صورت حال میں امید کی کرن صرف نظام خلافت سے وابستگی ہی ہے اور احمدیوں کی دعائیں ہی ہیں جو وطن عزیز کو

دوبارہ ترقی کی شاہراہ پر گامزن کر سکتی ہیں۔ ؏ کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا

جماعت احمدیہ کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ قبولیت دعا کی فعلی شہادتیں کل عالم میں اسکی مقبولیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں تو پھر فکر اور غم کس بات کا۔ دعائیں کرو بس دعائیں کرو کیونکہ دعا ہی مشت خاک کو کیمیاء بنا سکتی ہے۔ مردہ زمین میں جان ڈال سکتی ہے، بنجر زمین کو گل و گلزار بنا سکتی ہے اور خزاں زدہ قلوب کو بہار جاودانی عطا کر سکتی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں کہ پورب و پچھم، اتر و دکن ہر سمت سے ایسی ہوائیں چلا دے کہ ہمارا وطن پھر سے سرسبز و شاداب، شاداں اور سدا بہار فضاؤں سے مہک اٹھے، یہاں ہر طرف باغ و بہار کی آبیاری ہو اور امن و آشتی اور حقیقی جمہوری سوچ کی حامل نسلیں پروان چڑھیں کہ ساری دنیا کیلئے پاکستان جنت مثال بن جائے۔ آمین۔

اور یہ سب کچھ خلافت کے زیر سایہ دعاؤں سے ہی ممکن ہے جیسا کہ ہمارے امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 7 / جون 2013ء کے خطبہ جمعہ میں احباب جماعت پاکستان کیلئے دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

''جماعت پاکستان کے لئے جو وہاں پاکستان میں حالات ہیں، اُن کے لئے بھی دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی مشکلات کو دور فرمائے۔ اُن کے ایمانوں کو مضبوط رکھے اور خدا تعالیٰ سے تعلق میں اللہ تعالیٰ اُن کو بڑھاتا چلا جائے۔ پاکستان میں رہنے والے احمدی بھی اپنے ایمان اور ایقان کے لئے خاص طور پر بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے قرب کا مقام ہر ایک کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔'' ❷

اسی طرح فرمایا:

''احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر تمکنت بھی حاصل ہوگی۔ خوف کی حالت بھی امن میں بدلتی چلی جائے گی۔ جماعت کے افراد اس بات کا کئی مرتبہ مشاہدہ کر چکے ہیں اور اس دَور میں تو غیروں نے بھی دیکھا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ احمدیوں کی سکینت کے سامان فرماتا ہے اور یہ بات غیروں کو بھی نظر آتی ہے۔...... آجکل پاکستان میں جو ظلم کی لہر چل رہی ہے یہ اس بات کا اظہار ہے کہ یہ احمدی تو ترقی پر ترقی کرتے چلے جا رہے ہیں، ان کے میدان تو وسیع سے وسیع تر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور ان کو ختم کرنے کی ہم جتنی کوشش کرتے ہیں یہ تو ختم نہیں ہوتے، کس طرح ان کو ختم کریں۔ لیکن ان لوگوں سے میں کہتا ہوں کہ اے دشمنانِ احمدیت! یاد رکھو کہ ہمارا مولیٰ ہمارا ولی وہ خدا ہے جو سب طاقتوں کا مالک ہے۔ وہ کبھی تمہیں کامیاب نہیں ہونے دے گا اور (دین حق) کی ترقی اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اب دنیا میں مسیح موعود کے غلاموں نے لہرانا ہے۔ ان لوگوں نے لہرانا ہے جو خلافت علیٰ منہاج نبوت پر یقین رکھتے ہیں، جو خلافت کے ساتھ منسلک ہیں، جو جماعت کی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں، جو حبل اللہ کو پکڑے ہوئے ہیں۔'' ❸

---

❶ (حضور انور کا خواتین سے خطاب فرمودہ 25/ جولائی 2009ء بر موقع جلسہ سالانہ یوکے، از الفضل انٹرنیشنل 21/27 جون 2013ء)

❷ (الفضل انٹرنیشنل 28/ جون تا 04/ جولائی 2013ء)

❸ (خطبہ جمعہ 24 مئی 2013ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 14/ 20 جون 2013ء)

درس القرآن

صبر وصلوٰۃ اور اُسوۂ رسول ﷺ

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ. الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ. ❶

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ ''اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو اور یقیناً یہ عاجزی کرنے والوں کے سوا سب پر بوجھل ہے۔ یعنی وہ لوگ جو یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے ربّ سے ملنے والے ہیں اور یہ کہ وہ اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔''

خدا تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے جس بنیادی بات کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس آیت میں توجہ دلائی ہے اور یہ قرآنِ کریم میں اَور جگہوں پر بھی ہے، وہ عاجزی اور انکساری ہے۔ یعنی قرآنِ کریم کے تمام احکامات، تمام اوامر و نواہی جو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ضروری ہیں، اُن کی بنیاد عاجزی اور انکساری ہے۔...... ایک حقیقی مومن اگر احکامات پر عمل کر رہا ہے تو یقیناً اُس میں عاجزی اور انکساری پیدا ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ''وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ❷ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا کلام اُن میں فروتنی اور عاجزی کو بڑھاتا ہے۔ ❸

پس ایک مومن جب یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کے کلام پر ایمان لانے والا، اُس کو پڑھنے والا اور اُس پر عمل کرنے والا ہوں تو پھر لازماً قرآنِ کریم کی تعلیم کے مطابق اُس کی عبادتیں بھی اور اُس کے دوسرے اعمال بھی وہ اُس وقت تک نہیں بجا لا سکتا جب تک اُس میں عاجزی اور انکساری نہ ہو یا اُس کی عاجزی اور انکساری ہی اُسے ان عبادتوں اور اعمال کے اعلیٰ معیاروں کی طرف لے جانے والی نہ ہو۔ انبیاء اس مقصد کا پرچار کرنے ...... کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں آتے رہے جس کی اعلیٰ ترین مثال ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ میں نظر آتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں...... فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہے۔ وہ ہر طرح انسان کی پرورش فرماتا اور اس پر رحم کرتا ہے اور اسی رحم کی وجہ سے وہ اپنے ماموروں اور مُرسلوں کو بھیجتا ہے تا وہ اہلِ دنیا کو گناہ آلود زندگی سے نجات دیں۔ مگر تکبر بہت خطرناک بیماری ہے جس انسان میں یہ پیدا ہو جاوے اس کے لیے روحانی موت ہے'' ۔ فرمایا: ''مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ بیماری قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ متکبر شیطان کا بھائی ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ تکبر ہی نے شیطان کو ذلیل و خوار کیا۔ (باقی صفحہ 42 پر)

درس الحدیث

وطن سے محبت جزو ایمان ہے

حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ ❶

ترجمہ: حب الوطنی جزو ایمان ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

''ایک جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ تو جو سب سے بلند ہے اُس کے تو قریب بھی نہیں لیکن جو سب سے ادنیٰ ہے اُس سے بہر حال کچھ درجے اُوپر کا یہ شعبۂ ایمان ہے۔ شہریوں کے فرائض ایک تو حکومتیں خود متعین کرتی ہیں اور مختلف ممالک کی اس تعیین میں فرق بھی ہوتا ہے اور انسانی عقل اس فرق کو اپنے اپنے حالات کے مطابق برداشت بھی کرتی ہے۔ ایک ماحول میں بعض صفات جو اچھے شہری سے متعلق ہیں ان پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ ایک دوسرے ماحول میں بعض صفات پر زور دیا جاتا ہے......

ہماری ذمہ واری یہ ہے کہ جس رب نے اپنے پیارے خَاتَمُ الْاَنْبِیَاء محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ یہ اعلان کیا کہ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ ہم یہ دیکھیں کہ وہی خدائے علّام الغیوب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل اور آپ کے ذریعہ لائی ہوئی شریعت کے مطابق کن چیزوں کو حُبّ الوطنی میں شامل کرتا ہے......

(مومن) جو صحیح (دین حق) پر قائم ہوا پہلے دن سے آج تک اُس کو یہی حُکم ہے کہ پیار اور محبت کے ساتھ نوع انسانی کے دل اللہ اور اس کے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے جیتو اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ جو تعلق ہے جو پیار اور محبت کے نتیجہ میں اور بے لوث خدمت کے نتیجہ میں پیدا ہوا اُس کو قائم رکھنا اور اُس میں زیادہ حُسن پیدا کرنے کی کوشش بھی تو محبت اور پیار کے نتیجہ میں ہی ہو سکتی ہے۔ بہر حال شریعت محمدیہ کے مطابق اپنی زندگیاں گزارو اور ایک چھوٹا سا حکم یہ دیا گیا کہ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ اس لئے اپنے اس ملک کی خیر خواہی کے لئے جو کچھ بن آتا ہے وہ کرو...... **یہ ہمارا ملک ہے جس کیلئے ہم نے اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ مل کر بڑی قربانیاں دی ہیں اور اس مملک کو ایک نہایت حسین لہلہاتے ثمر آور باغ میں تبدیل کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش جماعت احمدیہ اور اس کا ہر فرد کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے گھروں میں آباد رکھے اور تمہارے گھروں میں وہ فضا پیدا کر دے جس کا ذکر (دین حق) میں جنت کے متعلق آیا ہے اور تمہارے گھر اس دنیا میں تمہارے لئے بھی اور تمہارے ساتھ تعلق رکھنے والوں کیلئے بھی اور پاکستان کے ہر شریف الطبع شہری کیلئے بھی دنیوی جنتیں بن جائیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔''** ❷❸

---

❶(موضوعات کبیر از ملا علی قاری، حرف الحاء ص 35) ❷ (روزنامہ الفضل ربوہ 13/اگست 1974ء صفحہ 3)

❸ خطبات ناصر جلد پنجم صفحہ 598-599

کلام الامام

تمام آرزوئیں اور خواہشات خدا میں ہو جائیں

مومن وہ ہیں جو اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مومن وہ ہیں جو اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں یعنی ادائے امانت اور ایفائے عہد کے بارہ میں کوئی دقیقہ تقویٰ اور احتیاط کا باقی نہیں چھوڑتے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کا نفس اور اس کے تمام قویٰ اور آنکھ کی بینائی اور کانوں کی شنوائی اور زبان کی گویائی اور ہاتھوں اور پیروں کی قوت یہ سب خدا تعالیٰ کی امانتیں ہیں جو اس نے ہمیں دی ہیں اور جس وقت چاہے اپنی امانت کو واپس لے سکتا ہے۔ پس ان تمام امانتوں کی رعایت رکھنا یہ ہے کہ باریک در باریک تقویٰ کی پابندی سے خدا تعالیٰ کی خدمت میں نفس اور اس کے تمام قویٰ اور جسم اور اس کے تمام قویٰ اور جوارح سے لگایا جائے اس طرح پر کہ گویا یہ تمام چیزیں اس کی نہیں بلکہ خدا کی ہو جائیں۔ اور اس کی مرضی اس کی نہیں بلکہ خدا کی مرضی کے موافق ان تمام قویٰ اور اعضاء کا حرکت اور سکون ہو۔ اور اس کا ارادہ کچھ بھی نہ رہے بلکہ خدا کا ارادہ اس میں کام کرے اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں اس کا نفس ایسا ہو جیسا کہ مردہ زندہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اور یہ خود رائی سے بے دخل ہو (یعنی اپنا وجود ہی نہ ہو)۔ اور خدا تعالیٰ کا پورا تصرف اس کے وجود پر ہو جائے۔ یہاں تک کہ اُسی سے دیکھے اور اُسی سے سنے اور اُسی سے بولے اور اسی سے حرکت یا سکون کرے اور نفس کی دقیق در دقیق آلائشیں جو کسی خوردبین سے بھی نظر نہیں آسکتیں دور ہو کر فقط روح رہ جائے۔ غرض محبت خدا کی اس کا احاطہ کر لے۔ اور اپنے وجود سے اس کو کھو دے اور اس کی حکومت اپنے وجود پر کچھ نہ رہے اور سب حکومت خدا کی ہو جائے۔ اور انسانی جوش سب مفقود ہو جائیں۔ اور تمام آرزوئیں اور تمام ارادے اور تمام خواہشیں خدا میں ہو جائیں۔ اور نفس امارہ کی تمام عمارتیں منہدم کر کے خاک میں ملا دی جائیں۔ اور ایک ایسا پاک محل تقدس اور تطہر کا دل میں تیار کیا جاوے جس میں حضرت عزت نازل ہو سکیں اور اس کی روح اس میں آباد ہو سکے۔ اس قدر تکمیل کے بعد کہا جائے گا کہ وہ امانتیں جو منعم حقیقی نے انسان کو دی تھیں وہ واپس کی گئیں تب ایسے شخص کو یہ آیت صادق آئے گی۔" وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ (سورۃ المومنون:9)

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جلد دوم، سورہ مومنون، صفحہ 393)

قصیدہ در شان مدح صحابہؓ

أولٰئِکَ حِزْبُ اللّٰهِ حُفَّاظُ دینِهٖ

رُوَیدَکَ لا تَهْجُ الصحابةَ واحْذَرِ ولا تَقْفُ کُلَّ مزوِّرٍ وتَبَصَّرِ

سنبھل جا۔صحابہ کی ہجو نہ کر اور ڈر اور ہر فریبی کے پیچھے نہ چل اور بصیرت سے کام لے۔

ولا تتخیَّرْ سبلَ غیٍّ وشقوۃٍ ولا تلعَنَنْ قومًا أناروا کَنَیِّرِ

گمراہی اور بدبختی کے راستوں کو اختیار نہ کر اور ایسے لوگوں پر لعنت نہ کر جو آفتاب کی طرح روشن ہوئے۔

أولئکَ أهلُ اللّٰه فَاخْشَ فِناءَهم ولا تقْدَحَنْ فی عِرضهم بتهوُّرِ

یہ لوگ اہل اللہ ہیں۔سو ان کے صحن میں داخل ہونے سے ڈر اور دیدہ دلیری سے ان کی عزت وآبرو پر طعنہ زنی نہ کر۔

أولئک حزب اللّٰه حُفَّاظُ دینهِ وإیذاؤهم إیذاءُ مولًی مُؤثِّرِ

یہ سب اللہ کے گروہ ہیں اور اس کے دین کے محافظ ہیں اور ان کو ایذا دینا انہیں پسند کرنے والے مولیٰ کو ایذا دینا ہے۔

تَصدّوا لدین اللّٰه صدقًا وطاعةً لکلّ عذاب محرِقٍ أو مدمِّرِ

وہ تیار ہو گئے دین الٰہی کی خاطر صدق اور اطاعت سے، ہر جلانے والے یا مہلک عذاب کے اٹھانے کے لیے

وطهَّر وادی العشق بحر قلوبهم فما الزبدُ والغُثاء بعدَ التطهُّرِ

عشق کی وادی نے ان کے دلوں کے سمندر کو پاک کر دیا پس جھاگ اور میل کچیل پاک ہو جانے کے بعد باقی نہیں رہی۔

وجآءُوا نبیَّ اللّٰه صدقا فنوّروا ولم یبقَ أثرٌ مِن ظلامٍ مُکدِّرِ

اور وہ اللہ کے نبی کے پاس صدق دل سے آئے تو روشن کر دیے گئے اور کدورت پیدا کرنے والی تاریکی کا کوئی اثر باقی نہ رہا

بأجنحة الأشواق طاروا إطاعةً وصاروا جوارحَ للنبیّ الموقَّرِ

وہ فرمانبرداری کرتے ہوئے شوق کے پروں کے ساتھ اڑے اور نبی محترم کے لیے دست و بازو بن گئے۔

ونحن وأنتم فی البساتین نرتَعُ وهم حضروا میدانَ قتلٍ کمَحشَرِ

ہم اور تم تو (آج) باغوں میں مزے کرتے ہیں حالانکہ وہ قتل کے میدان میں روز محشر کی طرح حاضر ہوئے تھے

وترکوا هوی الأوطان للّٰه خالصًا وجاءوا الرّسولَ کعاشقٍ متخیِّرِ

اور انہوں نے خلوصِ نیت سے اللہ کے لیے وطن کی محبت چھوڑ دی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شیدا کی طرح حاضر آئے۔

(سر الخلافۃ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 386-387، اردو ترجمہ از سر الخلافۃ)

فارسی کلام

اے محبت عجب آثار نُمایاں کردی

اے محبت عجب آثار نمایاں کردی زخم و مرہم، بَرَہِ یار تو یکساں کردی

اے محبت تو نے عاشقوں کی ایک عجیب حالت ظاہر کی ان کیلئے تو نے یار کی راہ میں زخم اور مرہم برابر کردیئے

وَہ چہ اعجاز نمودی کہ بیک جلوہ فیض درِ رفتن بِبَردی آمدن آساں کردی

واہ واہ تو نے کیسا معجزہ دکھایا کہ فیضان کی ایک تجلّی سے جانے کا دروازہ بند کردیا اور آنا آسان کردیا

ہوشمندانِ جہاں را تو کُنی دیوانہ اے بسا خانۂ فِطنَت کہ تو ویراں کردی

دنیا کے عقلمندوں کو تو دیوانہ بنا دیتی ہے اور بہت سے عقلمندوں کے گھروں کو تو نے ویراں کردیا

جانِ خود کس نَدِہَد بہرِ کس از صدق و وفا راست ایں است کہ ایں جنس تو ارزاں کردی

کوئی کسی کے لئے اپنی جان عشق اور وفاداری کے ساتھ نہیں دیتا۔ لیکن سچ یہ ہے کہ اس جنس کو تو نے بہت سستا کیا ہے

بر تو ختم است ہمہ شوخی و عیاری و ناز ہیچ عیّار نباشد، کہ نہ نالاں کردی

شوخی چالاکی اور ناز سب تجھ پر ختم ہیں۔ کوئی ہوشیار آدمی ایسا نہ ہوگا جسے تو نے رُلا نہ دیا ہو

ہر کہ در مجمرت اُفتاد تو بریاں کردی ہر کہ آمد بر تو شاد تو گریاں کردی

جو تیرے آتشدان میں گرا تُو نے اسے بھون ڈالا - جو تیرے پاس خوش خوش آیا تو نے اُسے رُلا کر چھوڑا

تا نہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسَرَم اَے جنوں گردِ تو گردم کہ چہ احساں کردی

میں بھی جب تک دیوانہ نہ ہوگیا میرے ہوش ٹھکانے نہ ہوئے ۔اے جنونِ عشق تجھ پر قربان! تو نے کتنا احساں کیا

اے تپِ عشق، بایزد کہ بدیں خُونخواری کافر استی مگرم مردِ مسلماں کردی

اے تپ عشق خدا کی قسم اس خونخواری کے باوجود اگرچہ تو کافر ہے لیکن مجھے تو نے مسلمان بنا دیا

(اخبار البدر قادیان 16/اپریل 1904ء بحوالہ درثمین فارسی مترجم صفحہ 287-288)

قرآن شریف ہی دین کی جان ہے

قرآن شریف کو پڑھے پڑھائے بغیر کسی قسم کی ترقی کا خیال کرلینا ایک غلط خیال ہے

(از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہٗ)

قرآن خدانما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہٗ نے 11 ستمبر 1945ء کو بمقام بیت اقصیٰ قادیان میں اپنے خطاب ''قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کے متعلق تاکید'' میں فرمایا:

''**قرآن شریف ہی دین کی جان ہے اس کو پڑھے پڑھائے بغیر کسی قسم کی ترقی کا خیال کرلینا ایک غلط خیال** ہے۔ حضرت خلیفہ اوّل عام طور پر عورتوں کے درس میں ایک چھوٹی سی مثال سنایا کرتے تھے۔ وہ ایک نہایت ہی لطیف بات ہے اگر ہم چاہیں تو اس سے بہت بڑا سبق حاصل کرسکتے ہیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو! جب میں کہتا ہوں قرآن شریف پڑھو یا سنو تو تم یہ جواب دیا کرتی ہو کہ ہم پڑھی ہوئی نہیں حالانکہ اگر کسی عورت کا بچہ باہر گیا ہوا ہو اور اُس کے نام کا کارڈ باہر سے آئے تو جو پڑھی ہوئی ہوتی ہیں وہ تو اُس کو ایک دفعہ پڑھ کر سرہانے کے نیچے رکھ دیتی ہیں یا ٹرنک میں رکھ لیتی ہیں یا کسی طاق میں رکھ دیتی ہیں مگر جو اَن پڑھ ہوتی ہیں اُن کو ایک دفعہ خط پڑھوا کر سننے سے تسلی نہیں ہوتی بلکہ وہ کسی دوسرے کے پاس جاتی ہیں اور پھر اُس سے سنتی ہیں۔ مثلاً جب ایک اَن پڑھ عورت کے پاس خط آتا ہے تو پہلے وہ گاؤں کے مُلّا کے پاس جاتی ہے اور کہتی ہے مُلّا جی! ذرا کارڈ پڑھنا میرے بیٹے کی طرف سے آیا ہے۔ اُس سے سنتی ہے اور سمجھتی ہے کہ شاید کوئی لفظ مُلّا جی کی نگاہ سے رہ گیا ہو یا شاید جلدی میں سارا مضمون نہ سنایا ہو، پھر وہ دَوڑی دَوڑی چوہدری جی کی بیٹھک میں جاتی ہے اور کہتی ہے چوہدری جی! ذرا یہ کارڈ تو سنا دینا میرے بیٹے کی طرف سے آیا ہے۔ اُس سے خط سنتی ہے مگر پھر بھی تسلی نہیں ہوتی اور وہ پٹواری جی کے پاس چلی جاتی ہے اور کہتی ہے پٹواری جی! ذرا یہ خط تو سنا دینا میرے بیٹے کی طرف سے آیا ہے اُس سے سنتی ہے۔ پھر وہ مدرّس کے پاس چلی جاتی ہے اور کہتی ہے منشی جی! ذرا اِس خط کو تو سنا دینا پھر بھی تسلی نہیں ہوتی تو ڈاکخانے والے بابو کے پاس چلی جاتی ہے اور کہتی ہے۔ ڈاکٹر بابو جی! ذرا اِس خط کو تو سنا دینا (گاؤں والے بیچارے ڈاکخانے کو کم علمی کی وجہ سے ڈاکٹر خانہ کہتے ہیں) وہ اُس کے پاس جاتی ہے اور کہتی ہے ڈاکٹر بابو جی! ذرا یہ خط تو سنا دینا اور اِس طرح جب تک اُسے سات آٹھ دفعہ سن نہیں لیتی اُسے تسلی نہیں ہوتی اور کارڈ کو اپنے قریب ہی

رکھتی ہے۔ ایک دو ماہ کے بعد اگر کوئی باہر کا آدمی اس گاؤں میں آ جائے اور اُس کو اِس کا علم ہو جائے کہ وہ پڑھا ہوا ہے تو وہ اُس کے پاس چلی جاتی ہے اور کہتی ہے ذرا یہ خط تو سنا دیں۔ غرض پڑھی لکھی عورتیں تو ایک دفعہ پڑھ کر چپ کر جاتی ہیں مگر اَن پڑھ عورتوں کو تم دیکھتی ہو کہ جب تک سات آٹھ دفعہ خط پڑھوا نہ لیں آرام نہیں لیتیں۔

پس خدا تعالیٰ تمہارا یہ عذر ہرگز نہیں سنے گا کہ ہم پڑھی ہوئی نہیں ہیں خدا تعالیٰ پوچھے گا کہ تم نے اپنے بیٹے کا کارڈ اتنی دفعہ پڑھوالیا تھا تو تم نے میرا کارڈ کیوں نہ پڑھوایا۔ اگر تمہیں مجھ سے اتنی بھی محبت ہوتی جتنی اپنے بیٹے سے تھی تو تم میرا خط بھی پڑھوا کر سنا کرتیں مگر تم نے میرا خط بند کر کے رکھ دیا اور کسی سے نہ سنا اور اپنے بیٹے کا کارڈ پڑھواتی پھریں۔ تو حقیقت یہ ہے کہ جس چیز پر انسان کی زندگی کا مدار ہے اور جس کے بغیر انسان انسان نہیں کہلا سکتا اس کے متعلق اس قسم کے عذر تراشنا کہ ہم پڑھے ہوئے نہیں جاہل ہیں بالکل غلط بات ہے۔"

قرآن شریف پڑھنے کا طریق

پھر فرمایا:

انسان کی دیکھنے کی حس ہر وقت کام کرتی ہے اور سُننے کی حِس اِس سے کم کام کرتی ہے اس لئے سننے کی حِس کا قوتِ حافظہ پر زیادہ اثر پڑتا ہے بہ نسبت دیکھنے والی حِس کے۔ پھر بعض دفعہ دو دو، تین تین حِسیں مل کر ایک کیفیت کو محسوس کرتی ہیں وہ حافظہ پر اور بھی گہرا اثر ڈالتی ہیں اسی لئے اگر ایک حِس سے کوئی ثواب کا کام کیا جائے اور اس کے ساتھ دوسری ایک دو اور حِسوں کو بھی ملا لیا جائے تو زیادہ ثواب ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مسلمان بزرگ باوجود اِس کے کہ اُن کو قرآن شریف حفظ ہوتا تھا وہ قرآن شریف کو کھول کر اُسے آنکھوں سے دیکھتے تھے، زبان سے پڑھتے تھے اور ساتھ ساتھ اُنگلی چلاتے جاتے تھے۔ **کسی ایسے ہی بزرگ سے جب کسی نے پوچھا کہ یہ کیا حرکت ہے جب آپ کو قرآن شریف حفظ ہے تو پھر قرآن شریف دیکھ کر کیوں پڑھتے ہیں اور اگر قرآن شریف دیکھ کر پڑھتے ہی ہیں تو ساتھ ساتھ منہ سے کیوں دُہراتے جاتے ہیں اور پھر اس کے ساتھ اُنگلی ہلاتے جانے کی کیا ضرورت ہے؟ انہوں نے جواباً کہا کہ میاں! خدا تعالیٰ کے سامنے ہر چیز کا جائزہ ہوگا اگر میں نے حافظہ کے ذریعہ پڑھا تو صرف دماغ عبادت گزار ہوگا جب خدا تعالیٰ نے مجھے آنکھیں دی ہیں تو یہ عبادت گزار کیوں نہ ہوں اور زبان دی ہے تو وہ عبادت گزار کیوں نہ ہو اِس لئے قرآن شریف دیکھ کر پڑھتا ہوں اور زبان سے دُہراتا جاتا ہوں اور ساتھ ساتھ اُنگلی بھی رکھتا چلا جاتا ہوں تا کہ اُنگلی بھی عبادت گزار ہو جائے۔** تو جتنی حِسیں زیادہ کام کرتی چلی جاتی ہیں ثواب بھی بڑھتا چلا جاتا ہے اِسی طرح حافظے میں جتنی زیادہ حِسیں لگائیں گے اتنی ہی زیادہ بات یاد رہے گی۔ جس کام میں کان، آنکھ اور قوتِ لامسہ تینوں لگ جائیں وہ زیادہ دیر تک حافظہ میں قائم رہے گی تو جن چیزوں کو انسان کبھی کبھار استعمال کرتا ہے وہی حافظہ میں زیادہ قابلِ قدر سمجھی جاتی ہیں کیونکہ کبھی کبھار آنے والے انسان کی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے۔"

("قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کے متعلق تاکید" از انوار العلوم جلد 18 صفحہ 135-136، 140)

اُسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اُسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا حضرت مصلح موعود کی خدمت میں ایک امام مسجد نے جو غیر احمدی تھے تحریر کیا۔ اہل اسلام کے تمام فرقوں میں چار رکعت نماز ادا کی جاتی ہے مگر قرآن کریم کی کسی آیت سے ایسا کرنا ثابت نہیں ہوتا۔ نیز ہاتھ باندھنا، مچھلی بلا تکبیر یعنی مردہ کا گوشت کھالینا اور نماز میں دو رکعت پکار کر پڑھنا اور دو دِل میں۔ ان کا ثبوت قرآن سے چاہتا ہوں۔ اُمید ہے جواب دے کر مشکور فرمائیں گے۔ اس کے جواب میں حضور نے لکھوایا:

''ان باتوں کا ثبوت قرآن شریف سے یہ ہے: 1-لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب :22)
2- قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہ. (آل عمران :32)
3-مَاۤ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ. ''(الحشر :8) (الفضل قادیان 28/ستمبر 1922ء صفحہ 7)

نمازِ تہجد میں قرآن کریم کی تلاوت

عرض کیا گیا۔ تہجد میں زیادہ تر قرآن شریف پڑھنا چاہیے یا دعائیں مانگنی چاہئیں؟

اس پر حضور نے فرمایا:

''موقع موقع کی بات ہے۔ البتہ تہجد میں قرآن کریم کی لمبی تلاوت کرنا زیادہ مفید ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت نائلہؓ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اُن کے متعلق ذکر آتا ہے کہ جب منافقین حضرت عثمانؓ کو قتل کرنے کے لئے اندر داخل ہوئے تو انہوں نے کہا ارے تم اس شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو رات کو کھڑے کھڑے قرآن کریم ختم کر دیتا ہے۔ اگر تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو تو بے شک کر دو۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد میں کھڑے ہوئے اور آپ نے سورۃ بقرہ کی تلاوت شروع فرمادی۔ جب یہ سورۃ ختم ہوئی تو سورۃ آل عمران شروع کر دی۔ مگر ایسا وہی کر سکتا ہے جسے قرآن کریم حفظ ہو۔ باقی لوگ تو اتنا ہی قرآن کریم پڑھ سکتے ہیں جتنا انہیں یاد ہو۔ باقی وقت اُن کا دعاؤں میں ہی صرف ہوگا۔''

(الفضل قادیان 25/اپریل 1944ء صفحہ 1)

نَافِلَۃً لَّکَ کے بارہ میں مزید فرمایا:

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نافلۃ لک فرمایا ہے اور اس سے بعض لوگوں نے یہ استدلال کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر چونکہ قرآن کریم نازل ہوا تھا اور اس کی حفاظت آپ کے لئے ضروری تھی۔ اس لئے آپ کو خصوصیت سے یہ حکم دیا گیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ قرآن کریم کی حفاظت کرے گا۔ مگر بہر حال چونکہ انسانی کوشش بھی ضروری ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے نافلۃ لک فرما دیا کہ تجھے کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرنی چاہئے تا کہ قرآن تجھے بھولے نہیں۔ بلکہ ذہن میں محفوظ رہے۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد میں خصوصیت کے ساتھ قرآن کریم کی لمبی تلاوت کیا کرتے تھے باقی لوگ اس کی جگہ دعاؤں پر زور دے سکتے ہیں۔'' (الفضل قادیان 25/اپریل 1944ء صفحہ 1)

بسلسلہ فیصلہ جات شوریٰ 2013ء

اردو زبان میں ابلاغ ماموریت

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کا اردو زبان میں ابلاغِ ماموریت

(مکرم صاحبزادہ مرزا حنیف احمد)

زبان اپنی زندگی کے متعدد نشیب وفراز اور فتح وشکست سے گزرنے کے بعد ہی پختہ اور صیقل ہوتی ہے۔ اردو ایک کم عمر زبان ہے۔ تجرباتی لحاظ سے اس زبان پر گرم وسرد زمانہ کا کوئی طویل عمل نہیں ہوا۔

گو یہ بات درست ہے کہ اردو زبان اپنی ابتدائی ساخت میں ہندی زبان یا بھاشا کی بنیادوں پر استوار ہوئی ہے جو کہ صدیوں سے دہلی اور میرٹھ کی اقوام میں بولی جاتی تھی مگر یہ ایک تاریخی تجزیہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ زبان جو اوّل بھاشا کی ایک شاخ تھی ہندوستان میں مسلمان سلاطین کی آمد کے بعد اپنی نوعیت اور ساخت میں بالکل تبدیل ہو کر ایک ممتاز اور مستقل زبان کی صورت اختیار کر گئی تھی۔ اسی اثر کی بنا پر اس زبان میں اُس زبان کا عمل دخل ہو گیا۔ جو کہ اس ملک کے حاکم اور بادشاہ تھے یعنی فارسی زبان

یہی وجہ ہے کہ ابتدا میں اردو ادیب اپنے اشعار میں فارسی تراکیب اور عربی لغت کا جا بے جا استعمال کرتے نظر آتے ہیں۔ اگر اردو شاعری کی ابتدا امیر خسرو سے کی جائے تو وَلی دَکنی تک پہنچنے تک اس زبان میں اپنے اسلوب کی کوئی خاص اور منفرد راہ متعین نہیں کی تھی۔ تاہم یہ بات درست ہے کہ وَلی دَکنی تک پہنچتے پہنچتے اردو ایک زبان کی شکل اختیار کر گئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ وَلی دَکنی کو ریختہ کا بانی مبانی کہا جاتا ہے۔

وَلی دَکنی ہی کے اتباع میں دہلی اردو زبان کا مکتبِ سخن بن گیا تھا۔

یہاں پر اردو زبان کے ادب کی تدریجی ترقی بیان کرنا مقصود نہیں ہے۔ صرف یہ واضح کرنا مطلوب ہے کہ اردو زبان اور اردو ادب نے اپنا حقیقی اسلوب میر دردؔ اور میر تقی میرؔ کے وقت میں متعین کیا اور سہل اور سادہ بیان کو اس کا روح رواں بنایا اور اسی روایت ادب اور دستور بیان کو ذوقؔ اور اس کے مکتبِ شعر کے شاگردوں نے مزید صیقل کر کے فروغ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اردو زبان کے اساتذہ شعرا نے میر تقی میرؔ کے اسلوب بیان کو اردو اسلوبِ شعر کی معراج قرار دیا ہے۔

جیسے غالبؔ نے کہا ہے:

ریختے کے تمہیں استاد نہیں ہو غالبؔ
کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میرؔ بھی تھا

اور ذوقؔ کو یہ حسرت رہی کہ میر کا انداز نصیب ہو۔

نہ ہوا پر نہ ہوا میر کا انداز نصیب
ذوقؔ یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

اور قریب کے زمانے میں حالیؔ میر کو اپنا راہنما کہتے ہیں۔

شاگرد میرزا کا ہوں مقلد ہوں میر کا

اور حسرت موہانی کہتے ہیں۔

شعر میرے بھی ہیں پُر درد ولیکن حسرتؔ
میر کا شیوۂ گفتار کہاں سے لاؤں

جناب میر کے "شیوۂ گفتار" میں چند شعر بھی سن لیں

مرگ ایک ماندگی کا وقفہ ہے
یعنی آگے چلیں گے دم لے کر

اور شام ہی سے بجھا سا رہتا ہے
دل ہوا ہے چراغ مفلس کا

اور

اب کے جنوں میں فاصلہ شاید ہی کچھ رہے
دامن کے چاک اور گریباں کے چاک میں

اور آخر پر

ہم فقیروں سے کج ادائی کیا
آن بیٹھے جو تم نے پیار کیا

یہی وہ سہل اور سادہ زبان ہے جس کو سہل ممتنع کہتے ہیں اور یہی وہ اندازِ بیان ہے جس کی تلاش میں تمام شعراءِ اردو سرگرداں رہے ہیں۔

اس اسلوب پر دو شعر ایسے بھی سن لیں جن کو غالب جیسے عظیم المرتبت شاعر نے ایسا پسند کیا کہ اپنا دیوان ان پر نثار کرنے کو تیار ہو گیا تھا۔

ایک ذوق کا ہے

اب تو گھبرا کہ یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

اور ایک مومن کا ہے۔

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

اور یہی وہ اسلوب سادہ و سہل ہے جس کو حسرت موہانی نے بہت مشکل سمجھا ہے۔

کہتا ہے

رنگینیٔ سخن میں بھی ہے سادگی کی شرط
مشکل ہے اس فریضۂ آساں کی احتیاط

یاد آیا کہ یہی اُن کا اندازِ بیان بھی تھا۔

کہتے ہیں:

ایک ہی بار ہوئیں وجہِ پریشانیٔ دل
التفات ان کی نگاہوں نے دوبارہ نہ کیا

یہ وہ سادہ اور بامحاورہ اسلوب بیان ہے جو اردو زبان کی روح رواں ہے۔

حضرت اقدسؑ نے اردو کی اس روح رواں کی پاسداری میں اپنے اردو کلام میں سادہ اور سہل انداز کو اختیار کیا ہے اور اپنے کلام کو شعر نہیں کہا بلکہ ایک "ڈھب" کہا ہے۔

میرے خیال میں حضرت اقدسؑ اردو اسلوب میں میر درد کے طرز بیان سے قریب تر ہیں۔ ہونا بھی چاہیے کیونکہ اردو شاعری میں خواجہ میر درد ہی ایک ایسے شاعر ہیں جو مسلّمہ طور پر صوفی شاعر کہلاتے ہیں۔

راہ طریقت میں آپ کا طریق "طریقۂ محمدیہ" کہلاتا ہے اور اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "سلوک ماسلوک نبوی است وطریق ماطریق محمدیؐ"۔

(علم الکتاب صفحہ 85)

اردو زبان کے صیقل کرنے کے اعتبار سے آپ کا اہم مقام ہے" تاریخ اردو ادب" کے مصنف لکھتے ہیں

"زبان اور ادب کے لحاظ سے خواجہ صاحب ایک نہایت نمایاں اور ممتاز درجہ رکھتے ہیں بقول مصنف "آب حیات" آپ چار رکنوں میں سے ایک رکن ہیں۔ اور باقی رکن میر۔ سودا۔ اور مظہر ہیں۔ حقیقت میں انہی عناصر اربعہ کی ترکیب سے زبان کا قوام درست ہوا...... زبان صاف ہو گئی۔ منجی اور

بالآخر ترقی کی معراج تک پہنچ گئی“۔
(تاریخ ادب اردو صفحہ 75)

اسی کتاب میں نواب حبیب الرحمٰن شیروانی کا قول لکھا ہے کہ:

”خواجہ صاحب کی زبان اور طرز ادا وہی ہے جو میر کی ہے۔عبارت صاف سلیس۔فصیح۔ہر شخص کی سمجھ میں آسانی سے آتی ہے“۔ (تاریخ ادب اردو صفحہ 74)

خدا بھلا کرے شیروانی صاحب کا کہ آپ نے یہ کہہ کر میرا کام آسان کر دیا کہ ”عبارت صاف سلیس۔فصیح۔ہر شخص کی سمجھ میں آسانی سے آتی ہے“ یہی حضرت اقدسؑ کا اسلوب بیان ہے۔اور یہی ان کا منصب ابلاغ تھا کہ آپ کا پیغام عمومی اعتبار سے ہر ایک کی سمجھ میں آ جائے۔یہ بھی مشاہدہ کریں کہ حضرت کا یہ طرز بیان قرآن کریم کے اتباع میں ہے۔جیسے کہ فرمایا:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ
(القمر:16)

ترجمہ: ہم نے قرآن کو عمل کرنے کے لیے آسان بنایا ہے۔سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔

اور پھر جیسا کہ کہا گیا ہے کہ اردو زبان کا GENIUS اور اسلوب خاص بھی یہی ہے

بات میر درد کے مسلک کی ہو رہی تھی۔اس کے تسلسل میں مشاہدہ کریں تو آپ کا یہ مسلک ہمارے آقاؐ سے کس قدر قریب ہے۔بلکہ ایک ہی ہے۔فرماتے ہیں۔ ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

اور فرماتے ہیں: ؎

اُس نور پر فدا ہوں اس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

اور فارسی میں فرماتے ہیں: ؎

زِعشاقِ فرقان و پیغمبریم
بدیں آمدیم و بدیں بگذریم

ترجمہ: ہم قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں۔اسی کیساتھ پیدا ہوئے ہیں اور اسی کیساتھ فوت ہوں گے۔

حق تو یہ ہے کہ حضرت اقدسؑ کی رسالت کی شرطِ اعظم محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھی جیسا کہ آپ کو رؤیا میں دکھایا گیا۔فرماتے ہیں۔

”اِثناءِ خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک مُحیی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اُس نے کہا:

”هٰذَا رَجُلٌ يُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ“

یعنی یہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت کرتا ہے۔

اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرطِ اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے سو وہ اس شخص میں متحقق ہے

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1،صفحہ 598)

یہ تو چند ادبی اور ترجیحاتی مناسبتیں تھیں۔جن کا ذکر ضروری تھا۔مگر ایک مناسبت جو ان سے بھی زیادہ اہم ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے۔وہ حضرت اقدسؑ کا میر درد کے خانوادے سے آپ کی دامادی کا رشتہ ہے۔جیسے الہام الٰہی میں فرمایا گیا:

”الحمد للّٰہ الّذی جعل لکم الصھر و النسب“

حضرت اقدسؑ ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”وہ خدا سچا خدا ہے جس نے تمھاری دامادی کا تعلق ایک

کچھ شعروشاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

شریف قوم سے جو سیّد تھے کیا اور خود تمہارے نسب کو شریف بنایا جو فارسی خاندان اور سادات سے معجون مرکب ہے"
(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 272-273)

اللہ تعالیٰ نے اس طرح سے میر درد سے آپ کا تعلق کرنا تھا کہ ہم سب کی ماں سیدہ نصرت جہاں (نور اللہ مرقدہا) نے آپ کے عقد میں آنا تھا جو کہ حضرت میر درد کی نسل سے ہیں۔

ان سب مناسبتوں کو بیان کرکے ہم اصل مضمون کی طرف آتے ہیں کہ اس امر کی وضاحت کریں کہ اردو شعر کے اسلوب کے اعتبار سے حضرت اقدسؑ میر درد کے اسلوب سے قریب تر ہیں۔اس لیے قرابتِ اسلوب کے ثبوت میں چند امثال پیش کرنا ضروری ہیں۔مگر امثال دینے اور اشعار کا تقابلی موازنہ کرنے سے قبل اس امر کو پیش نظر رکھنا ضروری ہوگا کہ گو دونوں صاحب ادب اپنے موضوعات کے انتخاب اور الفاظ کے چناؤ میں باہم دگر ہم زبان اور ہم خیال ضرور نظر آئیں گے مگر میر درد کا طرز نگارش تغزّل کے رنگ میں ڈوبا ہوا ایک جمالیاتی تجربہ ہے۔اس لیے ان کے بیان کے روحانی معانی مجازکی راہ سے ثابت ہوتے ہیں۔

اس کے مقابل پر حضرت اقدسؑ برملا عاشق باری تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ان کے کلام میں مجاز کو دخل نہیں ہے۔ایک کامل حقیقتِ عظمیٰ کا اظہار ہے۔جو جمالیاتی انداز کے قیام کیساتھ ہے اور تمام ادبی نزاکتوں کو ملحوظ خاطر رکھ کر کہا گیا ہے۔مجازاً نہیں ہے بلکہ حقیقی مشاہدات اور واردات قلبی کا اظہار ہے۔اس لیے موضوع اور الفاظ میں اتحاد اور یک رنگی کے باوجود طرز نگارش میں اختلاف ضرور ہوگا۔دوران مطالعہ اس امتیاز کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔

اوّل قدم پر حضرتؑ کا وہ شعر سُن لیں جو آپ کی تمام شعری تخلیقات کا مقصد اور مدعا ہے یعنی:

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

اس شعر کے بارے میں گزشتہ میں بہت کچھ کہا جا چکا ہے یہ بھی بیان ہوا ہے کہ "ڈھب" کے لفظ کا استعمال میر درد اور حضرتؑ کا ایک ہی ہے اور طرز بیان بھی۔ میرؔ

مَیں نے تو کچھ ظاہر نہ کی تھی دل کی بات
وہ مری نظروں کے ڈھب سے پا گیا

دوسری مثال عشق میں آلام و مصائب کے معنوں میں ہے میر درد کہتے ہیں: میرؔ

اذیّت ۔ مصیبت ۔ ملامت بلائیں
تیرے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ دیکھا

ایک اور جگہ پر کہتے ہیں: میرؔ

ان لبوں نے ہی نہ کی مسیحائی
ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا

حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں: میرؔ

اس عشق میں مصائب سو سو ہیں ہر قدم پر
کیا کروں کہ اس نے مجھ کو دیا یہی ہے
حرفِ وفا نہ چھوڑوں اس عہد کو نہ توڑوں
اس دلبرِ ازل نے مجھ کو کہا یہی ہے

دیکھ لیں مضمون باہم متصل ہے۔عشق کے مصائب کا ذکر

ہے۔ الفاظ کا انتخاب بھی یک رنگ ہے۔ مگر ان سب قرابتوں کے باوجود میر درد کا بیان ایک مشکلات و مصائب کی فہرست معلوم ہوتی ہے۔ کسی محبت کا اظہار نہیں۔ بلکہ اس مصیبت سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ دوسرے شعر میں مایوس بھی ہیں۔

مگر ان کے مقابل پر ہمارے پیارے حضرت کو دیکھو۔ آپ ایسے عاشق صادق ہیں کہ مصائب سے آزردہ خاطر نہیں ہوئے۔ ان سے نجات حاصل کرنا نہیں چاہتے بلکہ بے انتہا محبت کے انداز میں کہتے ہیں کہ کیونکہ یہ میرے محبوب کی طرف سے آئی ہیں اس لیے بصد محبت و احترام قبول ہیں۔ اس کی مرضی پر راضی ہیں۔ وفا میں مستقیم اور عہد پر قائم۔

ہم نے اس مثال میں میر درد کے دو شعر دیئے ہیں تو حضرت کا بھی ایک اور فرمان سن لیں۔ فرماتے ہیں: ؎

ایسے کافر ہیں مانتے ہی نہیں
ہم نے سو سو طرح سے سمجھایا
اس غرض سے کہ زندہ یہ ہوویں
ہم نے مرنا بھی دل میں ٹھہرایا
بھر گیا باغ اب تو پھولوں سے
آؤ بلبل چلیں کہ وقت آیا

سو سو طرح سے مرنا ایک خوبصورت بیان ہے مگر اسی ترکیب لفظی کو حضرت نے بہت بہتر اور درست معنوں میں پیش کیا ہے مرنا تو ایک بار ہی ہوتا ہے اور سو سو بار مرنا تو ایک شاعرانہ غلو اور تعلّی ہے مگر سمجھانے کی غرض سے سو سو طرح سے سمجھانا پڑتا ہے اور کسی مقصد کے حصول کے لیے دل میں مرنا ٹھہرایا جاتا ہے

یہ ایک بہت فصیح کلام کا نمونہ ہے اسی لیے تو خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ آپ کے کلام کو ہم نے اپنی جناب سے فصیح کیا ہے۔

"کَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَبٍّ کَرِیْمٍ"

ترجمہ: تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 106)

یہ تو سب جانتے ہیں کہ زبان کے صحیح استعمال کو "فصیح" کہتے ہیں۔

یہ بات تو برسبیل تذکرہ آگئی ہے۔ مضمون یہ تھا کہ میر درد کے اشعار اور حضرت کے اشعار میں اسلوب بیان کا اتحاد ہے۔ مقاصد بیان اور جذبات کی نوعیت میں اتفاق نہیں۔ ہو بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ میر درد ایک سالک راہ ہیں اور حضرت ایک واصل باللہ ہستی ہیں۔ اس لیے میر درد کے بیان میں مایوسی اور 'نایافت' کا عنصر ہے۔ جس کے مقابل پر حضرت اقدس واردات عشق کے بیان میں محبوب کی رضا پر راضی ہیں اور اس کی عنایات کے مورد ہیں۔ اور "ہم نے مرنا بھی دل میں ٹھہرایا" کے جواب میں محبوب حقیقی نے جو انعام اپنے باغ کے پھول پھینک کر دیا ہے اُس میں اِس قدر خوش ہیں کہ اس کو حاصل زیست سمجھتے ہیں اور جاں نثار کرنے کو تیار ہیں۔

بھر گیا باغ اب تو پھولوں سے
آؤ بلبل چلیں کہ وقت آیا

میر درد کہتے ہیں۔ ؎

ہم کب کے چل بسے تھے پر اے مژدۂ وصال
کچھ آج ہوتے ہوتے سرانجام رہ گیا

یعنی محبوب کے ہجر میں میری یہ کیفیت تھی کہ اگر مژدۂ وصل نہ آتا تو میں زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔ حضرت اقدس اس کیفیت کے بیان میں فرماتے ہیں۔

میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

بات ایک ہی ہے۔اسلوب بیان باہم قریب ہے۔مگر کیفیت کے اعتبار سے میر صاحب کو مژدۂ وصال نے کام تمام ہونے سے بچالیا ہے۔دوسری طرف حضرت اقدس ہیں کہ آپ تو واصل باللہ ہیں اس لیے آپ کو وصال نہ ہونے کے تصور نے بے تاب کیا ہے اس صورت میں جو سر انجام ہونا تھا۔اس کو مر کر خاک ہونے پر اکتفا نہیں کیا یکسر بے نام و نشان اور معدوم ہونے کا بیان ہے۔فرماتے ہیں۔

پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

میر درد کہتے ہیں۔؎

کچھ تجھ کو بھی خبر ہے کہ اُٹھ اُٹھ کے رات کو
عاشق تیری گلی میں کئی بار ہوگیا

حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:؎

شور کیسا ہے تیرے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

دیکھ لیں۔محبوب کی گلی بھی ہے۔عشق کا مجنونانہ اظہار بھی ہے اور محبوب بے خبر اور بے پرواہ بھی ہے مگر اس کیفیت کے بیان میں فرق کو دیکھیں کہ محبوب کو خبر کیسے ہوا گر شور نہ ہو اور میر نے عشق کی وارفتگی کو تو بیان کیا ہے مگر یہ نہیں بتایا کہ اس وفورِ شوق کا نتیجہ کیا ہوگا۔حضرت نے یہ سب کمیاں دور کر کے اس نتیجہ کا بھی اظہار کر دیا کہ اگر خبر نہ لی گئی تو کیا ہوگا۔"لے جلدی خبر" اور "خوں نہ ہو جائے" میں کس قدر تلازم اور خوبصورت صنعت گری ہے۔

آخر پر حضرت اقدس کے اسلوب بیان کا میر درد کے اسلوب سے قریب تر ہونے کے اعتبار سے ایک مشاہدہ پیش کرتا ہوں:

اردو ادب کی دنیا میں میر درد کو ایک صوفی شاعر قرار دینے کی غرض سے ان کے دیگر اشعار کے ساتھ ذیل کے شعر کو تاکیداً پیش کیا جاتا ہے۔

جگ میں آکر اِدھر اُدھر دیکھا
تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا

میرے دل میں خیال آیا کہ یہ مضمون کہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق اپنے حسن و جمال میں اُسی خالق کی طرف اشارہ کرتی ہے جو حسن ازل اور جمال لایزل ہے یعنی باری تعالیٰ جل شانہٗ۔یہ حضرت اقدسؑ کا دلپسند مضمون ہے۔

جیسے فارسی میں فرماتے ہیں۔؎

ہمہ جا شور تو بینم چہ حقیقت چہ مجاز
سینۂ مشرک و مسلم ہمہ بریاں کردی

میں ہر جگہ تیرا ہی شور دیکھتا ہوں خواہ وہ حقیقت ہو یا مجاز
تو نے تو مشرک اور مومن سب کے سینے جلا دیے ہیں۔ (گرم کر دیے ہیں)

اردو میں تو اس مضمون میں ایک معرکہ آرا ثنائے باری تعالیٰ ہے۔فرماتے ہیں۔؎

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہوگیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا
چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا
شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

محبوبِ حقیقی کی تجلیات کو اس کی خلق کے ہر ذرہ میں دیکھنا ایک روحانی مشاہدہ ہے ۔اس مضمون کا بیان حضرتؑ کی زبان سے سُنیں ۔ایک واقعاتی بیان تو ہے مگر محبتِ الٰہی کا جوش اور اس پر قربان ہونے کے شوق کو ملاحظہ کریں ۔اس کے مقابل پر درد کا بیان ایک پھیکا اور بے رنگ واقعاتی مشاہدہ ہے اور اظہارِ عشق و محبت تو بالکل ناپید ہے۔

بات سے بات نکل رہی ہے ۔عرض یہ کر رہا تھا کہ دردؔ کے کلام میں ایک عجیب اتفاق مشاہدہ کیا ہے کہ حضرت اقدسؑ کی درجِ بالا ثناء میں ایک مصرعہ ایسا ہے جو بالکل خفیف تبدیلی کیساتھ دردؔ کا ہے ،حضور فرماتے ہیں :۔

اُس بہارِ حُسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا

اور دردؔ کہتے ہیں ۔

اس کی بہارِ حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
فصلِ بہار جس کے ہاں ۔ایک یہ گل فروش ہے

وزن اور بحر میں اختلاف ہے ۔مگر مصرعہ اوّل ایک ہی ہے ۔توارد ہے یا اختیار دونوں صورتوں میں یہ درد کی خوش بختی ہے اور تعجب خیز بھی ۔قریب الاسلوب ادیبوں میں ایسے حادثے ہوتے رہتے ہیں ۔یہی بات میں عرض کر رہا تھا کہ حضرتؑ کا اسلوب بیان میر درد سے قریب تر ہے۔

اس وقت تک جو بیان ہوا ہے ایسے ہے کہ

اول :۔اردو زبان کا اسلوب بیان کیا ہے۔

دوم :۔میر دردؔ کا اردو زبان کے اسلوب کی تعیین میں کیا مقام ہے۔

سوم :۔یہ کہ حضرت اقدسؑ کا اسلوب بیان میر دردؔ سے قریب تر ہے۔

حقیقت میں حضرت اقدس کے تمام کلام کا مرکزی موضوع ”ابلاغ (۔)“ ہی ہے ۔یہ اس طور سے کہ اس میں اوّل تو آپ کے ماموریت کے دعاوی آتے ہیں ۔اور پھر وہ تمام روحانی اور علمی منصب جو آپ کو ماموریت باری تعالیٰ کے فیضان کے طور پر عطا ہوئے ہیں ۔وہ بھی آپ کی ماموریت کے صدق کا ثبوت فراہم کر رہے ہوتے ہیں ۔اور اس اعتبار سے وہ بھی ابلاغ ......کے موضوع کے تحت آجائیں گے ۔مثلاً حمد و ثناء باری تعالیٰ ،صدقِ رسول اکرمؐ ، نعت قرآن ،حمایت دین اور محبتِ الٰہی......۔

اس مضمون کو تفصیل سے بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ زبان حضرت اقدسؑ کی قومی زبان ہے اور آپکے پیغام کا بہت وسیع حصہ اس زبان میں بیان ہوا ہے اور قرآن کریم کے فرمان کی پاسداری میں ایسا ہونا بھی ضروری تھا ۔جیسے فرمایا:

ہم نے ہر رسول کو اس کی قومی زبان میں ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔ (سورۂ ابراہیم:5)

☆☆☆

ہماری نجات کا واحد ذریعہ

14 رفروری 1948ء کو قائد اعظم نے بلوچستان میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات کا واحد ذریعہ اس سنہری اصولوں والے ضابطۂ عمل میں ہے جو ہمارے عظیم واضع قانون پیغمبر اسلام نے ہمارے لیے قائم کر رکھا ہے ۔ہمیں اپنی جمہوریت کی بنیادیں سچے اخلاقی اصولوں اور تصورات پر رکھنی چاہئیں ۔اسلام کا سبق یہ ہے کہ مملکت کے امور و مسائل کے بارے میں فیصلے باہمی بحث و تمحیص اور مشوروں سے کیا کرو۔“

ھمارے مھدی علیہ السلام

حالات وواقعات سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام

(بیان کردہ حضرت پیر افتخار احمد صاحب لدھیانوی)

خودنوشت سوانح اور خاندان کا تعارف

حضرت صوفی پیر افتخار احمد صاحب خلف الرشید حضرت منشی صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی کا شمار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی رفقاء میں ہوتا ہے۔اس خاندان کو تاریخ احمدیت میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ حضرت پیر افتخار احمد صاحب لدھیانوی ، آپ کے بھائی حضرت پیر منظور محمد صاحب اور آپ کے والد ماجد حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی کو سیدنا حضرت امام مہدی علیہ السلام نے بمعہ اہل وعیال اپنی کتاب ''انجام آتھم'' کے ضمیمہ میں تین سو تیرہ مخلصین میں شامل فرمایا ہے۔نیز اپنی کتب اور تحریروں میں دوسرے مقامات پر بھی اس خاندان کے افراد کا ذکر خیر فرمایا ہے۔حضرت پیر افتخار احمد صاحب لدھیانوی کی خودنوشت سوانح حیات ''افتخار الحق یا انعامات خداوند کریم'' جو تربیتی اور اخلاقی مضامین پر مشتمل ہے میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں جو روایات ومشاہدات بیان کئے ہیں ان میں سے بعض بطور تبرک پیش ہیں۔یہ کتاب پہلی بار لاہور سے حکیم عبداللطیف صاحب شاہد نے 1957ء میں شائع کی اور 512 صفحات پر مشتمل ہے۔مدیر۔

حضرت پیر صاحب ''افتخار الحق یا انعامات خداوند کریم'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے بغیر میرے کسی حق کے محض اپنے فضل اور رحم سے وجود خلقت عطا فرمایا اور بہت بہت مہربانیاں فرمائیں۔میرا نام افتخار احمد ہے۔''پیر'' کا لفظ اس لئے ہے کہ میرے والد صاحب پیری مریدی کرتے تھے۔منظور محمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مصنف یسرنا القرآن میرے حقیقی بھائی ہیں۔میرا کچھ حال یہ ہے کہ بمقام لدھیانہ ۱۴ رشعبان ۱۲۸۲ ہجری بروز سہ شنبہ، جس دن میری والدہ نے روزہ رکھا ہوا تھا، پیدا ہوا۔میری والدہ بہت نیک اور نیکوں کی اولاد تھیں۔ان کی قبر مقبرہ بہشتی قادیان میں ہے۔ میرے والد صاحب کا نام احمد جان ہے، جن کا ذکر حضرت صاحب نے ''ازالہ اوہام'' میں کیا ہے ان کے ساتھ آخر میں میرا بھی ذکر کیا ہے اور علیحدہ بھی تحریر فرمایا ہے اور دعا بھی دی ہے۔میرے والد صاحب نیک بزرگ اور سجادہ نشین تھے میں یہاں ان کا حال زیادہ بیان نہیں کرتا کیونکہ انہوں نے ایک کتاب جس کا نام ''طب روحانی'' ہے تصنیف کی ہے اس میں اپنا کچھ حال بیان کیا ہے۔اس کتاب کا اشتہار حضرت صاحبؑ نے رسالہ ''نشان آسمانی'' میں تحریر فرمایا ہے۔

سورج نکل آیا،اب تاروں کی ضرورت نہیں

"میرے والد صاحب نے میری دینی تعلیم و تربیت میں خوب کوشش کی اور لائق ضرورت دنیوی تعلیم کیلئے سکول میں داخل کیا۔ براہین احمدیہ چھپی تو میرے والد صاحب کو حضرت صاحب کا تعارف ہوا میرے والد صاحب کو حضرت صاحب سے بہت ارادت و اعتقاد تھا اس زمانہ میں حضرت صاحب کا مجددی دعویٰ تھا جس کو قبول کیا اور یہی (دعوۃ) کرتے تھے کہ امام زمان دنیا میں ظاہر ہو گیا ہے ان پر ایمان اور یقین لاؤ اور اگر کوئی مرید ہونے کے لئے آتا تو کہتے کہ سورج نکل آیا ہے اب تاروں کی ضرورت نہیں۔ جاؤ حضرت صاحب کی بیعت کرو۔ حالانکہ حضرت صاحب کو ابھی بیعت لینے کا منجانب اللہ حکم نہیں ہوا تھا۔ بیعت تو کر لیتے مگر فرماتے یہی تھے کہ جاؤ ان کی بیعت کرو"۔ (صفحہ 6-7)

حضرت پیر صاحب اپنے حالات زندگی تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میرے والد صاحب نے میری عمر کے سولہویں سال میری شادی کر دی تھی۔ میری عمر کچھ اوپر پچاس برس تھی کہ میری بیوی فوت ہو گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون مقبرہ بہشتی میں مدفون ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو اولاد بخشی۔ ان میں سے مظہر قیوم، حبیب احمد، خلیل احمد، محمد عبداللہ اور ایک لڑکی بفضل خدا موجود ہیں۔ اللہ اپنے فضل سے اپنی تابعداری اور اپنی اطاعت میں رکھے۔ اور چار لڑکیاں اور چار لڑکے مظہر قیوم، نثار احمد، نذیر احمد اور فتح احمد فوت ہو گئے۔ ان میں سے دو لڑکے مظہر قیوم، نثار احمد اور دو لڑکیاں سعیدہ اور مریم مقبرہ بہشتی میں مدفون ہیں۔ سعیدہ قادیان میں متولد ہوئی۔ جو مہاجرین میں اوّل المولود تھیں۔ اور اٹھارہ سال کی عمر میں فوت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کی والدہ کو اپنے فضل سے جنت الفردوس بخشے۔ آمین۔

یہاں میں اپنے بیٹے نثار احمد کے متعلق ایک مفید اور دلچسپ واقعہ لکھتا ہوں۔ جو کہ آخرت کے لئے ایک شہادت ہے۔ نثار احمد نے انٹرنس کا امتحان دیا تھا۔ نتیجہ نکلنے کو تھا کہ وہ بخار سے بیمار ہوا، چھ روز بیمار رہا۔ بیماری میں نتیجہ نکلا کہ پاس ہو گیا۔ جس کی اس کو اطلاع دی گئی۔ وفات سے پہلے میں پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بول نہیں سکتا تھا۔ آنکھوں سے دیکھتا تھا۔ اس حالت میں اُس نے اپنا دایاں ہاتھ سامنے کی طرف پورا لمبا کیا۔ اور کچھ لے کر ہاتھ کھینچ کر اپنے منہ میں ڈال کر کھایا۔ اسی طرح ایک دو دفعہ کیا۔ اور پھر اُس نے ہاتھ لمبا کیا۔ اور کچھ مٹھی میں لے کر ہاتھ میرے منہ کی طرف بڑھایا۔ اور میرے منہ میں ڈالا۔ میں نے اسے دکھانے کے لئے بناوٹی طور سے کھایا۔ پھر اُس نے دوبارہ اسی طرح کیا اور میرے منہ میں دینے لگا۔ میں نے اسے کہا کہ تم کھاؤ۔ مجھے ان حرکات کے سوا اور کچھ نظر نہ آیا اور نہ اُس نے زبان سے کوئی حرف نکالا۔ ایسے وقت اور ایسی حالت میں انسان جھوٹ اور تصنع سے بالکل پاک و صاف ہوتا ہے۔ اور جو کرتا ہے راستی سے کرتا ہے اور نہ ہی اس کو موت کی گھبراہٹ، اضطراب، بے چینی اور بے آرامی تھی۔ اس نے یہ سب حرکات بڑی آہستگی، تسلی اور اطمینان سے کیں۔ خدا کے فضل سے میں امید کرتا (ہوں) کہ یہ جنتی میوہ تھا جسے توڑ کر اُس نے خود بھی کھایا۔ اور میری بھی تواضع کی۔ پہلی بیوی کے فوت ہونے سے تین سال بعد میں نے دوسری شادی کی۔ اور یہ دوسری بیوی بھی دس سال بعد فوت ہو گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون اور وہ مقبرہ بہشتی میں مدفون ہوئیں۔ ان کا ایک لڑکا

مطیع الرحمٰن خوردسال فوت ہوا۔ ...... اور ایک لڑکا محمد عبدالرحمٰن اور دو لڑکیاں ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کو نیک بخت کرے اور انکی والدہ کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔آمین۔ دوسری بیوی کی وفات سے کوئی اڑھائی برس بعد خدا کے فضل اور رحم سے تیسری بیوی سے نکاح ہوا۔...... میں نے اپنے بیوی بچوں کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ آپ مہربانی فرما کر میرے لئے اور سب کیلئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔آمین۔" (صفحہ 235)

حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی

اپنے والد حضرت منشی احمد جان صاحب لدھیانوی کے بارہ میں مزید بیان کرتے ہیں:

"اے طالبان حق،اے صاحبان طریقت۔میرے والد صاحب طریقہ نقشبندیہ مشائخین میں حضرت سید امام علی شاہ صاحب نقشبندی المجد دی مکان شریف رتڑ چھتر کے مرید صاحب مجاز سجادہ نشین تھے۔ان کے بہت مرید تھے اور لوگوں کو راہ خدا کی تلقین کیا کرتے تھے۔آخر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے اور حضور نے ابتدائی دعویٰ مجددیت کا کیا۔میرے والد صاحب نے اپنے باطنی کشف سے صادق دیکھ کر مان لیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ سجادہ نشینوں میں سے جس نے سب سے پہلے مجھے مانا وہ میرے والد صاحب تھے۔ان کے بعد دوسرے مشائخین جن کو اللہ تعالیٰ نے سچا باطنی نور عطا فرمایا تھا۔ **ولایخافون لومۃ لائم** (المائدۃ: 55)(اور وہ نہیں ڈرتے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے) کے مصداق تھے مانتے چلے گئے۔میرے والد صاحب نے وفات سے پہلے مجھ کو بھی اجازت دی ان کے بعد میرا بھی یہی طریق تھا۔جو ان کا تھا۔میرے بھی مرید تھے جو کہ اب میری طرح سلسلہ احمدیہ کے مریدوں میں سے ہیں۔اس لئے آپ کا مجھ پر حق ہے کہ میں چند معروضات پیش کروں۔ میں جانتا ہوں اور مجھ پر بھی ایسا وقت گزرا ہے کہ آپ کو ان لوگوں نے گھیرا ہوا ہوگا۔جو ہاں میں ہاں ملانے والے ہیں اور حق بات اگر آپ کی مرضی کے خلاف دیکھتے ہیں تو ہرگز نہیں کہتے۔اور ایسا کرنے کو سوء ادب سمجھتے ہیں۔ایسے لوگ درحقیقت خیر خواہ نہیں بلکہ مطلبی ہیں۔آپ راہ حق میں ایسے مریدوں کا لحاظ نہ کریں اور نہ ان مریدوں کی پرواہ کریں۔اگر مالی خدمت کا خیال ہو تو یہ سمجھ لیں کہ **ان اللہ ھو الرزاق ذوالقوۃ المتین** (الذاریت 59)(بے شک اللہ ہی رازق ہے بڑی قوۃ والا ہے)اور نہ آپ اس عزت و جاہ کا خیال کریں جو آپ کو حاصل ہے کیونکہ عزت وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور اور اس کے دربار میں ہو۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔**وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لایعلمون** (المنافقون 9)(پس عزت اللہ کیلئے ہے اور اُس کے رسول کے لئے اور مومنوں کے لئے لیکن منافق نہیں جانتے) میرے والد صاحب کو بھی اس بات سے ڈرایا گیا تھا کہ آپ کے مرید آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں گے۔مگر میرے والد صاحب نہ ڈرے نہ ہٹے اور جواب دیا کہ خواہ میرے سارے مرید مجھے چھوڑ کر چلے جائیں میں راستی اور صداقت کو چھوڑ نہیں سکتا۔مگر یہ تو صرف شیطانی ڈراوا تھا۔**انما ذٰلکُمُ الشیطانُ یخوف اولیاء ہ** (آل عمران:176) (تحقیق شیطان ڈرایا کرتا ہے اپنے دوستوں کو)میرے والد صاحب نے مانا اور علی الاعلان مانا۔مخالفین کا مقابلہ کیا۔مباحثہ کیا۔اشتہار شائع کیا۔مریدوں نے تو کیا بھاگنا تھا۔

والد صاحب عرفات کے میدان میں وہ خط ہاتھ میں لے کر کھڑے ہو گئے۔ہم بیس بائیس خدام پیچھے کھڑے تھے۔والد صاحب نے فرمایا کہ میں یہ خط بلند آواز سے پڑھتا ہوں تم سب آمین کہتے جاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے اور ترقی دیدی۔مریدی۔پیری آمدنی اور زیادہ ہوگئی۔یہاں تک کہ حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے۔زاید روپیہ بمبئی سے گھر کو واپس کر دیا۔آخر کار مرض الموت میں جب چارپائی پر لیٹے رہتے تھے۔فرماتے تھے کہ دائیں طرف کروٹ لیتا ہوں تو روپوؤں کا ڈھیر ہے۔بائیں طرف کروٹ لیتا ہوں تو روپے پڑے ہیں۔اس زمانہ میں نوٹوں کا رواج بہت کم تھا۔لوگ آتے اِدھر اُدھر روپے رکھتے جاتے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی بشارت پوری کی کہ **ومن یتق اللّٰہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب**۔انہوں نے تقویٰ کیا۔خدا سے ڈرے۔باوجود مخالفت کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کیا۔اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے وعدہ پورا فرمایا"۔

(252-250)

تم مسیحا بنو خدا کے لئے

"والد صاحب اشاعت (دین) میں حضرت صاحب کی خدمت میں چندوں وغیرہ میں خوب حصہ لیتے تھے اور اپنے مریدوں اور دوستوں سے بھی اچھی طرح امداد کراتے تھے نیز حضرت صاحب کی تائید میں ایک طویل اشتہار بھی شائع کیا۔جس میں ایک شعر یہ تھا۔

سب مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

حالانکہ اس وقت مسیح موعود کا دعویٰ بھی نہ تھا اور کتاب فتح اسلام و توضیح مرام شائع بھی نہیں ہوئی تھی۔یہ اشتہار زمانہ حال میں اخبار الفضل میں شائع ہو گیا ہے۔جب میں بیس سال کا ہوا تو والد صاحب حضرت صاحب سے اجازت لے کر حج کو تشریف لے گئے۔حضرت صاحب نے ایک دعائیہ خط دیا کہ میری طرف سے حج بیت اللہ میں حرف بحرف پڑھ دینا۔یہ خط حضرت عرفانی صاحب سلمہ قادیان نے چھاپ دیا ہے۔حج کو مجھے بھی ساتھ لے گئے تھے اور بہت مرید بھی ساتھ گئے تھے۔جن میں شہزادہ عبدالمجید صاحب (مربی) ایران بھی تھے (حضرت شاہزادہ عبدالمجید لدھیانوی یکے از احباب 313 مراد ہیں۔) جن کی وفات ایران میں ہوئی۔کتبہ ان کا مقبرہ بہشتی میں لگا ہوا ہے 9 ذی الحجہ عرفہ کا دن مجھے یاد ہے۔جب میرے والد صاحب عرفات کے میدان میں وہ خط ہاتھ میں لے کر کھڑے ہو گئے۔ہم بیس بائیس خدام پیچھے کھڑے تھے۔والد صاحب نے فرمایا کہ میں یہ خط بلند آواز سے پڑھتا ہوں تم سب آمین کہتے جاؤ۔چنانچہ آپ نے پڑھا اور ہم نے آمین کہی۔

میں آپ کو ایک ذوقی بات سناتا ہوں۔خانہ کعبہ کا دروازہ اور حجر اسود اسی جانب ہیں جو کہ ہندوستان کی جانب ہے اس بات سے میرا ذوق اس طرف جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے فرمودہ اور **رفاومیٔ الی المشرق** (پس اشارہ فرمایا مشرق کی طرف) کے مطابق حجر اسود ہندوستان کی طرف اشارہ کر کے بتلا رہا ہے کہ آنے والے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس طرف سے ظہور فرمائیں گے حجر اسود کا اس گوشہ میں نصب ہونا جو ہندوستان کی طرف پُر از حکمت ہے۔خانہ کعبہ کا ایک دروازہ ہے جو کہ وسط دیوار کو چھوڑ کو حجر اسود کے

پاس لگا ہوا ہے وہ بھی اسی طرف جس طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور رہا ہے"۔ (صفحہ 7)

ہجرت قادیان اور خدمات

"میرے والد صاحب حج سے آ کر ۱۳ دن زندہ رہے اور ۹ ربیع الاوّل ۱۳۰۳ھ کو وفات پا گئے اور لدھیانہ کو رغریباں میں دفن ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ والد صاحب کی وفات کے بعد بتوفیق الٰہی میرا پہلا سفر قادیان شریف کا، حضرت بشیر اوّل کے عقیقہ پر ہوا پھر یہاں کی محبت مجھے بار بار یہاں لاتی رہی۔ ۱۸۹۲ء کو میں مع عیال قادیان میں آیا اور سرکاری سکول قادیان میں ملازمت کر لی قریباً پانچ سال مدرس رہا پھر مع عیال لدھیانہ گیا اور چند سال وہاں رہا۔ بیچ میں سالانہ جلسوں پر آتا جاتا رہا۔ پھر ۱۹۰۱ء کو مع عیال قادیان آیا اور خدا کی مہربانی سے تا ایں دم یہیں رہا۔ ۱۹۰۲ء کو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے حضرت صاحب سے اجازت لے کر مجھ کو اپنے ماتحت حضور کے خطوط کی محرری کے کام پر رکھ لیا۔ مسلسل محرری ڈاک کا کام کرتا رہا اور جنوری ۱۹۲۷ء بہ سبب قاعدہ شصت سالگی اس ملازمت سے ریٹائر ہوا۔ الحمدللہ! افسر مجھ سے ہمیشہ خوش رہے اور بحمداللہ جہاں تک ہو سکا۔ ان کا ادب او رفرمانبرداری کرتا رہا"۔ (صفحہ ۹)

برکات وفضائل درود شریف

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے میں نے سنا ہے کہ درود شریف کی کثرت سے قلب میں نور اور صفائی آتی ہے۔ حضور نے یہ بھی فرمایا کہ ابتداء شب میں کچھ کھانے پینے کا خمار ہوتا ہے۔ لیکن بیچ میں جاگ کر پھر جو سوتا ہے وہ وقت قلب کی صفائی کا ہوتا ہے۔ اس وقت اس پر انوار نازل ہوتے ہیں۔ اگر کوئی دینی دنیاوی حاجت ہو تو حدیث شریف کے مطابق دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا کرے۔

لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمدللّٰہ رب العالمین اسئلک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والغنیمة من کل برّ والسّلامة من کل اثم لا تدع ذنبا الا غفرته ولا هما الا فرجته ولا حاجة (یہاں اپنے مطلب کی نیت کرے) **لک رضا الا قضیتها یا ارحم الراحمین.** (صفحہ: 291)

عشق الٰہی اور عشق رسول ﷺ

"مجھے ایک بات یاد آئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک خادم پیراں دتا نام تھے۔ ہم سب ان کو اصلی نام سے پکارتے تھے۔ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بلاتے تو پیری دتہ فرماتے۔ یعنی میرے پیر اللہ کا دیا ہوا۔ یہ وہ توحید ہے۔ جو حضور کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **خذوا التوحید التوحید یا ابنآء الفارس** اے ابنائے فارس توحید کو پکڑو۔ توحید کو پکڑو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں حضرت سرور کائنات ﷺ کی محبت، تعظیم اور ادب کا یہ عالم تھا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ حضور چارپائی پر تشریف فرما تھے اور کچھ تحریر فرما رہے تھے۔ اس میں حضرت محمد ﷺ کا نام مبارک بھی عبارت میں لکھا۔ مگر اس مقام پر وہ چاہیے نہ تھا۔ حضور نے اس کے گرد اس طرح محمدؐ حلقہ بنا کر خطوط کھینچ دیئے۔ اصل نام پر قلم نہ پھیرا"۔ (صفحہ 221)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے جس وقت حضور کی یہ تقریر سنی اس کے بعد نماز کے سلام کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنی چھوڑ دی اوراس وقت یہی طریق جاری ہے

راستبازی ___ حصول قرب الٰہی کا طریق

''میں نے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام سے سنا ہے کہ قرب الٰہی کے حصول کا یہ طریق ہے کہ راستی اور راستبازی کے ساتھ اُس کے حضور میں چلا جائے۔حضور کے اس ارشاد کی بنا پر ایک طریق دعا کا آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ جو یہ ہے کہ جس وقت فراغت اور یکسوئی ملے اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے حاضرناظر سمجھ کر اپنے دُکھ سُکھ، عُسر یُسر، مشکلات، حاجات، ارادات، مقاصد، نعماء، شکرگزاریاں وغیرہ وغیرہ سب داستان اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرو۔جیسے کوئی اپنے رازدار، واقف حال، شفیق، امین، خیرخواہ، ہمدرد، گہرے دوست کے پاس بیان کرتا ہے اور کوئی بات نہیں چھپاتا''۔ (صفحہ 43)

عبادات کی کیفیات

''خدا کی مہربانی سے مجھے وہ وقت یاد ہے کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام (بیت) مبارک میں تشریف فرما تھے۔ہم خدام بیٹھے ہوئے تھے۔حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔جب کہ حضور نے نماز کے اندر دعا کرنے کے متعلق تقریر فرمائی۔جس کا مطلب میری عبارت میں یہ ہے کہ یہ رسم پڑ گئی ہے کہ نماز کے اندر دعا نہیں کرتے۔نماز کو بطور رسم و عادت جلدی جلدی پڑھ لیتے ہیں۔اور جب سلام پھیر چکتے ہیں تو لمبی لمبی دعائیں بڑی تضرع سے مانگتے ہیں۔حالانکہ نماز کے اندر دعا چاہئے۔نماز خود دعا ہے۔نماز اس لئے ہے کہ بندہ اُس میں اپنے رب سے دین و دنیا کے حسنات طلب کرے۔اس کی مثال یہ ہے کہ جب بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے تو اپنی کوئی حاجت پیش نہ کی اور جب دربار سے رخصت ہوکر باہر آئے تو درخواست کرنی شروع کردی۔یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت ﷺ نماز پنجگانہ کی جماعت کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کیا کرتے تھے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تقریر سے پہلے برابر پانچ وقت کی جماعت کے بعد باالتزام ہاتھ اُٹھا کر دعا کی جاتی تھی۔امام نماز حضرت مولوی عبدالکریم صاحب، حضرت اقدس، سب مقتدی نماز فرض کا سلام پھیر کر ہاتھ اُٹھا کر دعا کیا کرتے تھے۔مجھے اس طریق پر سب کا مل کر ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا یاد ہے۔کیونکہ میں بھی سب کے ساتھ ہاتھ اُٹھا کر دعا کیا کرتا تھا۔اس تمام تقریر میں حضرت اقدس نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کو اس بات کا اشارہ تک بھی نہیں کیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں۔یا آئندہ ایسا نہ کیا کریں۔لیکن حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے جس وقت حضور کی یہ تقریر سنی اس کے بعد نماز کے سلام کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنی چھوڑ دی اوراس وقت یہی طریق جاری ہے۔

خدا کے فضل سے مجھے وہ وقت بھی یاد ہے کہ حضور (بیت) مبارک میں تشریف رکھتے تھے۔حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور ہم خدام حاضر تھے۔حضور نے فرمایا کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر جادو کیا گیا تھا۔جس کے اثر سے آپ کو نسیان ہوگیا تھا یہ بات غلط ہے کیونکہ پھر احکامات شرعیہ کا اعتبار نہیں رہتا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اذیقول الظالمون

ان تتبعون الا رجلا مسحورا (ظالم کہتے ہیں کہ تم اُس آدمی کی پیروی کرتے ہو جس پر جادو کیا گیا ہے) اگر یہ مان لیا جائے کہ آپ پر کبھی جادو ہوا تو اس وقت کے احکامات شرعیہ کا کیا اعتبار رہا۔ جادو اور نسیان کے مان لینے سے اس آیت کا استدلال صحیح نہیں رہتا۔ آپ پر کبھی جادو یا سحر نہیں ہوا''۔ (صفحہ 494-495)

نماز اوّل وقت میں اور باجماعت

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا معمول مبارک تھا کہ نماز کے لئے (بیت) مبارک میں اوّل وقت تشریف لایا کرتے تھے۔ فجر کی نماز کے لئے پوہ پھٹتے ہی تشریف لے آتے۔ مجھے یاد ہے کہ جب ہم نماز پڑھ کر (بیت) سے باہر نکلتے تو صبح صادق پھیلی ہوئی اور آسمان پر تارے بھی چمکتے ہوتے تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام نماز تھے۔ آپ بھی (ندا) سنتے ہی (بیت) مبارک میں تشریف لے آتے۔ حضرت حافظ معین الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مؤذن تھے۔ آنکھوں سے نابینا تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں پوہ پھٹنے کا اندازہ بعض پرندوں کی آوازوں، ہل چلانے والوں کے گزرنے، صبح کی ہوا اور بعض دیگر ذرائع سے لگالیا کرتا ہوں۔ جس دن حافظ صاحب کو اذان دینے میں دیر لگ جاتی اور صبح صادق ہو جاتی تو حضرت اقدس حافظ صاحب کو اذان دینے کے لئے ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ اگر کبھی مقررہ امام کے آنے میں دیر لگ جائے تو مقتدی جلدی سے دوسرے کو امام نہ بنالیں۔ بلکہ انتظار کریں یا کسی کو بھیج کر امام کو بلائیں۔ امام کو نماز کے لئے بلانا مسنون ہے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے بعد حضرت خلیفہ اوّل پیش امام تھے۔ کبھی آپ کو آنے میں دیر لگ جاتی اور حضرت اقدس (بیت) میں تشریف لے آتے تو بیٹھ کر انتظار فرماتے اور بلانے کے لئے ارشاد فرماتے۔ یہاں تک کہ آپ تشریف لے آتے۔ اور نماز پڑھاتے۔ اذان کے بعد امام کو اطلاع دینی اور انتظار کرنا چاہئے''۔ (صفحہ 448)

آپؑ کو نماز باجماعت کیلئے بہت کوشاں دیکھا

''اے میرے پیارے بھائیو۔ جماعت کی نماز عظیم الشان دولت ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نماز باجماعت کے لئے بہت کوشاں دیکھا۔ سوائے ایسے وقت کے کہ حضور کو بیماری کا زور ہوتا۔ باقی سب نمازیں (بیت) میں تشریف لا کر باجماعت پڑھتے۔ بلکہ جہاں تک ہوسکتا ایسی حالت میں بھی کوشش فرماتے کہ (بیت) تشریف لائیں۔ گرمیوں میں (بیت) مبارک کی چھت پر نماز ہوتی۔ حضور زینہ پر چڑھ کر تشریف لاتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ بعض وقت جب میں ایک زینہ پر پیر رکھتا ہوں تو ایسی حالت ہوتی ہے کہ شاید دوسرے زینہ پر پیر نہ رکھ سکوں گا''۔ (صفحہ 451)

اندازِ دعا

''مسیح موعود علیہ السلام کو بارہا دعا کرتے دیکھا ہے۔ حضور کی دلی تضرع کا اثر حضور کے چہرہ مبارک پر بھی نمایاں ہوتا تھا اور دونوں ہاتھ چہرہ انور کے بہت قریب ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ادعوا ربکم تضرعا و خفیۃ (دعا کرو اپنے رب سے زاری اور اخفا سے) حضرت صاحب فرماتے ہیں۔ اپنی پناہ میں رکھیو۔ سن کر یہ میری زاری''۔ (صفحہ 86)

حضرت امام مہدی کی اقتداء میں نماز پڑھنا

''مجھے اس مضمون کے لکھنے کا خیال آج فجر کی نماز میں ہوا جو میں نے حضرت خلیفۃ المسیح (الثانی) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی اقتداء میں (بیت) مبارک میں پڑھی۔ میں بیان نہیں کرسکتا کہ حضور نے نماز کیسی پڑھائی۔ ایسی سبک۔ ایسی لذیذ۔ ایسی دل کو کھینچنے والی کہ حالانکہ میں بیمار ہوں میرا دل یہی چاہتا تھا کہ حضور نماز ختم نہ کریں اور پڑھاتے ہی جائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے پیچھے بھی میں نے نمازیں پڑھی ہیں۔ حضور باوجود اس کے کہ فجر کی نماز میں ن والقلم۔ والطور۔ والنجم اور ایسی ہی لمبی (لمبی) سورتیں پڑھتے تھے۔ مگر قرأت ایسی ہوتی تھی کہ نماز بالکل سبک معلوم ہوتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام امامت نماز نہیں فرماتے تھے جو کہ مسیح موعود کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ مجھے یاد ہے کہ بہت ہی ابتدائی زمانہ میں ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت اقدس کے پیچھے مجھے نماز پڑھنے کا موقعہ مل گیا۔ مجھے اچھی طرح یاد نہیں کہ پہلی رکعت میں والشمس والیل اور دوسری میں والضحی یا الم نشرح پڑھی مگر میں کیا عرض کروں حضور نے ایسی تضرعانہ قرأت پڑھی جس سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خشیۃ اللہ اور محبت الٰہی اور دعا کی طلب سینہ مبارک میں جوش زن ہے۔ میرا دل پانی پانی ہوا جاتا تھا اور بے اختیار اللہ تعالیٰ کی طرف کھچا جاتا تھا۔ میں تو ایسا نہ تھا۔ یقیناً یہ حضور کا وہ تعلق باللہ کا اندرونی جوش تھا جو میرے دل پر ایسا اثر کرتا تھا۔ سبحان اللہ نماز تو وہی نماز ہے جو خدا کے پیارے اور پیار کرنے والے بندے پڑھتے ہیں۔ یہ ذکر تو ضمناً آ گیا ہے کیونکہ یہ دولت تو اللہ تعالیٰ نے قادیان میں بخشی ہوئی ہے''۔

(صفحہ 446-447)

قبولیت دعا

''میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ جو فرماتا ہے **ادعونی استجب لکم** اس میں ''ل'' کا مطلب یہ ہے کہ جس میں تمہارا فائدہ ہوگا۔ حضور سے میں نے یہ بھی سنا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مومن کی اصل دعا قبول ہوہی جاتی ہے''۔ (صفحہ 334)

سبحان اللہ!

حضرت پیر صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر الٰہی اور یاد الٰہی کی بابت بیان کرتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام (بیت) مبارک میں تشریف فرما ہوتے تھے۔ تو کسی وقت بے ساختہ بے تکلف خودبخود حضور کی زبان مبارک سے سبحان اللہ کے مبارک الفاظ آہستہ سے نکل جاتے تھے اور جس کو کبھی کبھی ہم خدام بھی سن لیتے تھے۔ یہ حضور کا وہ دائمی دلی ذکر اور قلبی یاد الٰہی تھی۔ جو ان الفاظ میں کسی وقت ہم کو بھی سنائی دیتی تھی۔ سبحان اللہ کیا بابرکت نورانی ذاکر اور عارف باللہ وجود باجود تھا۔ اور وہ آواز کیسی دلکش اور دلربا آواز تھی۔ جو ہمارے دلوں کو اللہ تعالیٰ طرف کھینچ لیتی تھی وہی آواز ہے۔ جس نے اس وقت حضور کی تحریر کی شکل اختیار کرلی ہے جس کا نور اور اثر اب بھی آپ اپنی آنکھوں اور اپنے دل سے دیکھتے ہو اور جوں جوں حضور کی کتابیں پڑھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف کھنچے جاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے ذکر کی توفیق بخشے۔ آمین''۔ (صفحہ 199)

(باقی آئندہ)

ماں کی عظمت

(مکرم ڈاکٹر فیاض احمد شاہین)

سب رشتے ناطے اچھے ہیں پر رشتوں میں سردار ہے ماں
بے لوث محبت کا پیکر، اور نام ترا ایثار ہے ماں
قدموں تلے جنت رکھ دی، مولا نے اسے عظمت دی ہے
یہ رب کی عطا، کر شکر ادا، انمول بڑا شہکار ہے ماں
دن رات دعائیں کرتی ہے، کب اس کو ستائش کی حاجت
یہ تیری دعا کی برکت ہے جو سر پہ سجی دستار ہے ماں
پردیس کی راہوں میں جینا اور زہر جدائی کا پینا
ترے لمس کو ترسیں ہر لحہ یہ کام بڑا دشوار ہے ماں
وقت کا دریا بہتا ہے، کیا فرض تمہارا کہتا ہے
وہ شخص بڑا بدقسمت ہے جو بھول گیا پیار ہے ماں
مرے پاؤں چلنا سیکھ گئے جب تیرے ہاتھ سہارا تھے
سب دیکھ کے اس کو کہتے ہیں یہ عزم ترا کہسار ہے ماں
دن رات مشقت کرتا ہے، چاہت کا سدا دم بھرتا ہے
قربانی جدا ہے والد کی پر بچوں کی دلدار ہے ماں
بچوں سے گلہ کب کرتی ہے، سب معاف خطائیں کرتی ہے
دل صاف ہمیشہ جس کا ہے وہ ایسا کھرا کردار ہے ماں
کبھی اُف نہ کہو، کبھی دل نہ دکھے، یہ رب کی نصیحت بندوں کو
فریاد سے عرش بھی ہل جائے پر رحمت کا گلزار ہے ماں
ہم کیسے کریں گے فرض ادا، ہر سانس پہ قرض تمہارا ہے
مرے اچھے عمل مل جائیں تجھے، یہ جھوٹ نہیں، اظہار ہے ماں

بسلسلہ تعمیل فیصلہ شوریٰ 2013

ایم ٹی اے: علم بڑھانے کا ایک اہم وسیلہ

آج اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دنیا کے کونے کونے میں اپنا پیغام پہنچانے کیلئے وسیلہ بھی مہیا کر دیا ہے
(از نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ)

امام وقت کی اطاعت کریں

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ہاں اس خاص وقت سے پہلے اگر رجوع کیا جاوے تو البتہ قبول ہوتا ہے۔ وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (السجدة:22)

یعنی جب خفیف سے آثار عذاب کے ظاہر ہوں تو اُس وقت کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ اس لئے میں بار بار کہتا ہوں کہ ابھی اس عذاب الٰہی کا دُنیا میں صرف آغاز ہی ظاہر ہوا ہے اور اس کا انتہا اور رغایت نہایت ہی سخت ہے لہٰذا لوگوں کو چاہئے کہ اُس خاص ہلاکت کے وقت سے پہلے خدا کی طرف رجوع کر لیں اور خدا اور رسول اور امام وقت کی اطاعت کریں اور توبہ و ترک معصیت دعا و استغفار کے ساتھ اس کا دفعیہ چاہیں اور اپنے اندر ایک نیک و پاک تبدیلی پیدا کریں تا کہ اس ہولناک عذاب سے محفوظ رہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ پختہ وعدہ ہے کہ وہ ایسے وقت میں ہمیشہ مومنوں ہی کو نجات دیا کرتا ہے جیسا کہ فرمایا:

كَذَٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِينَ ○''

(یونس: 104)

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲، صفحہ۴۲۷)

اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کیلئے راستے آسان

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اب تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اپنی طرف بلانے کے لئے راستے بھی آسان کر دیئے ہیں۔ آج اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دنیا کے کونے کونے میں اپنا پیغام پہنچانے کے لئے ذریعہ اور وسیلہ بھی مہیا کر دیا ہے۔ آج (۔) ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ سے 24 گھنٹے یہی کام ہو رہا ہے، 24 گھنٹے اس کام کے لئے وقف ہیں۔ پس اگر اپنے علم میں کمی بھی ہو تو اس کے ذریعہ سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ ضرورت توجہ کی ہے۔ لوگوں کے دلوں میں بے چینی پیدا ہو چکی ہے۔ پس ہمیں بھی اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ وسائل بھی میسر ہیں۔ اس لئے درخواست ہے کہ توجہ کریں''۔

(خطبہ جمعہ ۴ر جون ۲۰۰۴ء بحوالہ خطبات مسرور جلد ۲ صفحہ ۴۷۶)

دین کی خوبصورت تعلیم اور ایم ٹی اے

پھر فرمایا:

''آج ہم خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نئی ایجادات کے ذریعے سے (دین حق) کی خوبصورت تعلیم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی ہر

جگہ پہنچانے کا موقع میسر فرمایا ہے پس اس سے بھی فائدہ اٹھائیں اور ایم ٹی اے کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو نعمت میسر فرمائی ہے اس میں وہ تمام پروگرام جو آپ سمجھ سکتے ہیں وہ دیکھیں۔ خاص طور پر خطبہ جمعہ کو ضرور سننے کی عادت ڈالیں۔ کیونکہ اب تک کی ملاقاتوں میں جو جائزہ میں نے لیا ہے اس سے مجھے احساس ہوا ہے کہ کافی بڑی تعداد یہاں جماعت کی ہے جو ایم ٹی اے سے بھرپور فائدہ نہیں اٹھاتی۔ اس طرف جماعتی نظام بھی توجہ دے اور ذیلی تنظیمیں بھی توجہ دیں اور دیکھیں کہ کتنے لوگ ایم ٹی اے سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور کیا کوشش کرنی چاہئے جن سے اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا جا سکے کیونکہ جتنی زیادہ دنیا میں مذہب سے دور لے جانے والی دلچسپیاں پیدا ہو رہی ہیں اتنی زیادہ ہمیں اس سلسلے میں کوشش کرنے کی ضرورت ہے"۔

(خطبہ جمعہ 2/دسمبر 2005ء بحوالہ خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 708)

ایم ٹی اے دیکھنے والا ایک طبقہ پیدا ہو رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے کے ذریعہ ایک طبقہ ایسا ہے جو ہمارے پروگرام دیکھتا اور سنتا ہے اور اس کا اظہار بھی ہوتا رہتا ہے کہ اُن تک جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچ رہا ہے۔ پس اس حوالے سے مَیں اُن لوگوں تک بھی یہ پیغام پہنچانا چاہتا ہوں جو یہ سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔ گزشتہ دنوں مجھے پاکستان سے ہی ایک خط آیا اور اس طرح کے بعض دفعہ آتے رہتے ہیں۔ چند دوست جو غیر از جماعت ہیں اکٹھے بیٹھ کر ایم ٹی اے دیکھتے ہیں یا انہوں نے احمدیت کا کچھ مطالعہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ تمام باتیں جو آپ کرتے ہیں، یہ سن کر اور زمانے کے تمام حالات دیکھ کر ہمیں یقین ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام سچے ہیں اور جماعت احمدیہ حق پر ہے۔ ہماری نیک تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں لیکن ہم میں معاشرے کا اور مولوی کا خاص طور پر مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں ہے۔ اس لئے ہمیں بزدل سمجھ لیں کہ ہماری تمام ہمدردیوں کے باوجود، ہماری خواہش کے باوجود ہم جماعت میں اس خوف سے شامل نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح ایک شخص نے اپنے غیر از جماعت دوسرے دوست کو کہا کہ اگر یہ جماعت سچی ہوئی تو پھر ہمیں خدا کے عذاب سے بھی ڈرنا چاہئے جس سے اللہ تعالیٰ نے سچوں کے لئے ڈرایا ہے۔ پس ایسے لوگوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ پر چلنے کا ارشاد فرما رہا ہے۔ جماعت احمدیہ سچی ہے اور یقیناً (سچی) ہے۔ اُس کی سچائی پر خدا تعالیٰ کی 124 سالہ فعلی شہادت ہی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے اور ہونی چاہئے۔"

(خطبہ جمعہ 19/اپریل 2013ء)

ایک شخص نے اپنے غیر از جماعت دوسرے دوست کو کہا کہ اگر یہ جماعت سچی ہوئی تو پھر ہمیں خدا کے عذاب سے بھی ڈرنا چاہئے جس سے اللہ تعالیٰ نے سچوں کیلئے ڈرایا ہے

حبّ الوطنی

جماعت احمدیہ کی پُرخلوص دعاؤں سے معمور وطن سے محبت

(مکرم انتصار احمد نذر صاحب)

"پاکستانی احمدیوں کو مَیں کہوں گا کہ دعا کریں کہ جس دور سے آج کل ملک گزر رہا ہے وہ انتہائی خطرناک ہے اللہ تعالیٰ اس ملک کو بچائے۔ احمدیوں کی خاطر ہی اس کو بچائے۔ کیونکہ احمدیوں نے اس ملک کو بچانے کی خاطر بہت دعائیں کی ہیں"

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ، از خطبہ جمعہ 23/مارچ 2012ء)

پاکستان ہمارا پیارا وطن ہے ہمیں اس سے پیار ہے، اس پر جان بھی نثار ہے۔ یہ وہ ملک ہے جو اس اصول پر حاصل کیا گیا کہ مسلمانان ہند ایک الگ قوم ہیں اور انہیں اپنے دین پر آزادی کے ساتھ عمل کرنے کا موقعہ ملنا چاہئے۔

قائد اعظم محمد علی جناح برصغیر پاک و ہند کے ایک عظیم سیاسی راہنما، نہایت باکردار، با اصول اور مخلص لیڈر تھے۔ آپ کی قیادت میں مسلم لیگ کو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت تسلیم کر لیا گیا سوائے ان چند بدقسمت لوگوں کے جنھوں نے قائد اعظم کو کافر اعظم (نعوذ باللہ) اور پاکستان کو ناپاکستان کہا۔ باقی سب مسلمانوں نے متحدہ طور پر مسلم لیگ کی تائید کی اور یوں اتحاد اور اتفاق کی برکت سے پاکستان معرض وجود میں آگیا۔ اس ملک کا قیام مسلمانوں کی ترقی کے لئے ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

پاکستان کا مستقبل شاندار ہو سکتا ہے

قیام پاکستان کے بعد پہلا جلسہ سالانہ جودھامل بلڈنگ لاہور میں ہوا۔ 28/دسمبر 1947ء کے خطاب میں سیدنا حضرت مصلح موعود نے فرمایا:

"پاکستان کا مسلمانوں کو مل جانا اس لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ اب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سانس لینے کا موقع میسر آگیا ہے اور وہ آزادی کے ساتھ ترقی کی دوڑ میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اب ان کے سامنے ترقی کے اتنے غیر محدود ذرائع ہیں کہ اگر وہ ان کو اختیار کریں تو دنیا کی کوئی قوم ان کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتی اور پاکستان کا مستقبل نہایت شاندار ہو سکتا ہے"۔

(روزنامہ الفضل 23/مارچ 1956ء صفحہ 7)

حب الوطنی وہ جذبہ ہے جس پر ملک کی عمارت کھڑی ہوتی ہے ملکوں کی طاقت کا انحصار سیمنٹ، ریت اور بجری سے بنے ہوئے محلات اور عمارتوں پر نہیں بلکہ ان پرخلوص دلوں پر ہوتا ہے جو اپنا تن من دھن ملک کیلئے نثار کر دیتے ہیں۔ ملکوں کو استحکام ان پرخلوص اور مضطربانہ دعاؤں سے حاصل ہوتا ہے جو عرش الٰہی سے خدا کے فضل کو جذب کرتی ہیں۔ یہی وہ سبق

ہے، یہی وہ نعرہ ہے اور یہی وہ لائحہ عمل ہے جو ہمیں دیا گیا ہے۔

ہم سب سے اچھے محبانِ وطن ہیں

جماعت احمدیہ نے قیام پاکستان سے لیکر آج تک وطن کیلئے ہر طرح قربانیاں پیش کی ہیں ۔اس بارہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرماتے ہیں:

''ہم سب سے اچھے محبانِ وطن میں سے ہیں ۔ہم نے اس پاکستان کے لئے 1947ء میں جانی اور مالی قربانیاں دی تھیں۔ہم نے پاکستان کے لئے اُس وقت سے لے کر آج تک بھی ہر موقع پر، ہر قسم کی قربانیاں دی ہیں تا کہ ہمارا ملک پاکستان پھلے پھولے اور اس میں استحکام پیدا ہو۔جب کبھی ہمارے خلاف فتنہ وفساد پیدا کیا گیا تو جہاں اس میں ہمارے لئے روحانی رفعتوں کے سامان تھے وہاں ہمارے لئے یہ فکر کی بات بھی تھی کہ اس سے ہمارے ملک کو نقصان نہ پہنچے۔ اس لئے ہر احمدی نے اور تمام جماعت ہائے احمدیہ نے ہر موقع پر یہ کوشش کی کہ ملک کو فتنہ وفساد اور نقصان سے بچایا جائے کیونکہ یہ اُسی طرح ہمارا ملک بھی ہے جس طرح دوسرے محبانِ وطن کا ملک ہے''

(خطبہ جمعہ 5/جولائی 1974ء از خطبات ناصر جلد پنجم صفحہ 589)

وطن کی محبت کی سنہری اور درخشندہ تاریخ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 1984ء میں اپنے پیغام میں فرمایا:

''پاکستان کے احمدیوں کے نام بالخصوص میرا یہ پیغام ہے کہ آنحضورﷺ کے اس مقدس فرمان کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ وطن کی محبت ایمان ہی کا جزو ہے۔وطن کی محبت میں اپنی سنہری درخشندہ تاریخ کی حفاظت کریں ۔یہ وہ عزیز وطن ہے جس کے قیام میں آپ نے عظیم الشان قربانیاں پیش کی ہیں اور قائداعظم محمد علی جناحؒ نے جس خدمت کیلئے آپ کو بلایا آپ نے پورے خلوص کے ساتھ ان کی آواز پر لبیک کہا''

(الفضل ربوہ 8/مئی 1984ء)

پاکستان کے قیام اور استحکام کی تاریخ میں جماعت احمدیہ ایک درخشندہ کردار رکھتی ہے ۔قائداعظم کی انگلستان سے واپسی کی کوشش ہو یا نہرو رپورٹ اور سائمن کمیشن پر تبصرہ، گول میز کانفرنس کے شرکاء تک مسلمانان ہند کا مؤقف زوردار طریق پر اٹھانے کی بات ہو یا 1946ء کا الیکشن، حدبندی کمیشن میں حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی مسلم لیگ کی طرف سے وکالت ہو اور پھر پاکستان بننے کے بعد حضرت مصلح موعود کے بصیرت افروز اور معلومات افزاء لیکچرز ہوں یا سائنس، معیشت اور تعلیم کے میدان میں احمدی سپوتوں کی چکار ہو، ہر مرحلے پر ہماری حب الوطنی نمایاں ہو کر دنیا کے سامنے آئی۔ ہماری دعاؤں نے ہر مرحلے پر اہل وطن کا ساتھ دیا۔ ہر جنگ ہر آفت اور ہر ابتلا میں ہم نے اپنا قدم آگے بڑھایا۔ مسلمانان عالم کی ہر دکھ اور تکلیف میں ہم نے دردمند دل کے ساتھ ان کی مدد کی، ان کی راہنمائی کی اور ان کی تکلیفوں کو دور کرنے کی کوشش کی۔ ہماری خدمات اور قربانیوں کا دائرہ اگر چہ بہت وسیع ہے لیکن ہماری حب الوطنی اور پرخلوص دعائیں ہماری خدمت کو دوسرے تمام لوگوں کی خدمتوں سے ممتاز کرتی ہیں کیونکہ ہم وہ جماعت ہیں جو دعا پر کامل اور سچا یقین رکھتے ہیں اور جب اپنے حی وقیوم خدا کو پکارتے ہیں تو خدا ہماری مدد

کرتا ہے۔قیام پاکستان سے پہلے بھی اور بعد میں بھی دعاؤں سے ہمیشہ اپنے وطن کو سہارا دیا۔

قیام پاکستان سے پہلے بھی حضرت قائداعظم محمد علی جناح کو اس بات کا احساس تھا اس لئے انہوں نے اپنے ایک نمائندہ کو دعا کے لئے حضرت مصلح موعود(۔) کے پاس بھیجا۔

ہم تو شروع دن سے دعا کر رہے ہیں

مسلم لیگ کے ایک سرکردہ لیڈر جناب سردار شوکت حیات صاحب نے اس واقعہ کا ذکر اپنی کتاب ''گم گشتہ قوم'' صفحہ نمبر 195 میں کیا ہے۔وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ 1946ء کے الیکشن کے دنوں کی بات ہے کہ ایک روز ایک انتخابی جلسے کے بعد مجھے قائداعظم کا یہ پیغام ملا کہ شوکت مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم بٹالہ جا رہے ہو جو قادیان سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے تم وہاں جاؤ اور حضرت صاحب کو میری درخواست پہنچاؤ کہ وہ پاکستان کے حصول کے لئے اپنی نیک دعاؤں اور حمایت سے نوازیں۔

میں اس روز نصف شب کے قریب تقریباً بارہ بجے قادیان پہنچا تو حضرت صاحب آرام فرما رہے تھے میں نے ان تک پیغام پہنچایا کہ میں قائداعظم کا پیغام لے کر حاضر ہوا ہوں وہ اسی وقت نیچے تشریف لائے اور استفسار کیا کہ قائداعظم کے کیا احکامات ہیں میں نے کہا کہ وہ آپ کی دعا اور معاونت کے طلبگار ہیں انہوں نے جواباً کہا کہ وہ شروع ہی سے ان کے مشن کے لئے دعا گو ہیں اور جہاں تک ان کے پیروکاروں کا تعلق ہے کوئی احمدی مسلم لیگ کے خلاف انتخاب میں کھڑا نہ ہوگا۔اگر کوئی اس سے غداری کرے گا تو وہ ان کی جماعت کی حمایت سے محروم رہے گا۔

(گم گشتہ قوم از سردار شوکت حیات، جنگ پبلشرز، لاہور، صفحہ 195)

غیبی تائیدات

حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب پاکستان کے ایک مایہ ناز سپوت تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رفیق اور نیکی اور تقویٰ سے سرشار بزرگ تھے۔آپ کو قائداعظم کی طرف سے باؤنڈری کمیشن میں مسلم لیگ کی وکالت کی ذمہ داری سپرد کی گئی اس کام کیلئے آپ کس قدر مضطرب تھے اور دعائیں کرتے تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کیس کی تیاری کے سلسلہ میں بعض دوسری مصروفیات کی وجہ سے جو یکسوئی اور توجہ چاہئے تھی وہ انہیں میسر نہیں آسکی اور اس سلسلے میں درکار ضروری کاغذات بھی مہیا نہیں تھے۔اسی پریشانی کے دوران آپ نماز پڑھ رہے تھے نماز سے فارغ ہوئے تو کمشنر راولپنڈی خواجہ عبدالرحیم صاحب تشریف لائے انہوں نے کچھ ضروری کاغذات حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کو دیتے ہوئے کہا: میں نے اپنے طور پر سرکاری ریکارڈ سے پنجاب کے دیہات، تھانہ جات، تحصیلات اور اضلاع کی فرقہ وارانہ آبادی کے اعداد و شمار جمع کروائے ہیں یہ سارے صوبے کی آبادی کے نقشہ جات ہیں ممکن ہے آپ کو کیس کی تیاری کے سلسلے میں ان سے کچھ مدد مل سکے۔حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب اس واقعے کو بیان کر کے لکھتے ہیں کہ میں نے خواجہ عبدالرحیم صاحب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا اور میرا دل اللہ تعالیٰ کے شکر سے لبریز ہو گیا۔میں نے محسوس کیا کہ اس قادر و رحیم نے میری مضطربانہ دعا کے جواب میں اس قدر جلد میری بے کسی پر رحم کی نظر ڈالی اور اپنی طرف سے ضروری معلومات کا ایک بے بہا خزانہ مجھے عطا فرمایا۔میری ڈھارس بندھی کہ جس قادر ہستی نے چند لمحوں کے اندر غیب

سے اس قدر قیمتی مواد مجھے عطا فرمایا ہے جس کے بغیر میں ایک قدم بھی نہیں اُٹھا سکتا تھا وہ ضرور باقی مراحل میں بھی میری دستگیری فرمائے گا۔ (تحدیث نعمت صفحہ 515)

میں تم سے بہت خوش ہوں

حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب لکھتے ہیں کہ باؤنڈری کمیشن میں مسلم لیگ کے کیس کی تیاری کے سلسلے میں حضرت مصلح موعود نے بھی آپ کی بھرپور مدد کی اور اس مقصد کے لئے بہت قیمتی کتب اپنے خرچ پر انگلستان سے منگوائیں اور اسی طرح آپ نے دفاع کے ایک ماہر پروفیسر کی خدمات بھی حاصل کیں۔

باؤنڈری کمیشن میں ہونے والی بحث کے دوران حضرت مصلح موعود خود بھی اجلاس میں تشریف فرما ہوتے رہے اور دعا سے مدد فرماتے رہے۔ یقیناً یہ انہی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ قائد اعظم نے انہی دنوں رات کے کھانے پر حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کو دعوت دی اور معانقے کا شرف بخشا اور فرمایا:

''میں تم سے بہت خوش ہوں اور تمہارا نہایت ممنون ہوں کہ جو کام تمہارے سپرد کیا گیا تھا تم نے اسے اعلیٰ قابلیت سے اور نہایت احسن طریق سے سرانجام دیا''۔

(تحدیث نعمت صفحہ 522)

1965ء کی جنگ کے دنوں میں حضرت مصلح موعود کے اس پیغام نے جماعت کے دلوں کو گرما دیا اور ہمارا جذبہ حب الوطنی دعاؤں میں ڈھلنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ:

''جماعت کے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ ان ایام میں راتوں کو اُٹھے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرے تا کہ ہماری آواز (دینی) سواد اعظم کی آواز بن سکے اگر ہماری جماعت کی اکثریت دعاؤں سے کام نہیں لے گی تو ہماری آواز خدا کی آواز قرار نہیں پائے گی''۔ (الفضل ربوہ 19 ستمبر 1965ء)

پاکستان کے استحکام کیلئے صدقات کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ وقتاً فوقتاً پاکستان کی سلامتی اور استحکام کے لئے دعاؤں اور صدقات کی تحریک فرماتے رہے۔ 22 ستمبر 1972ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''ہمارے ملک کے موجودہ حالات ہر صاحب فراست کے دل میں تشویش پیدا کر رہے ہیں اندرونی دشمن دشمنی کے کاموں میں لگے ہوئے ہیں اور بیرونی دنیا کا ایک بڑا حصہ ہمارا دوست نہیں ہے بلکہ وہ ہمارا دشمن ہے اور ان کی باتیں، ان کے منصوبے، ان کی خواہشات ان کے عمل ہمارے ملک کے خلاف ہیں۔ گو ساری دنیا تو ہمارے خلاف نہیں ...... لیکن دنیا کا ایک بڑا حصہ ہمارا دشمن ہے...... اس واسطے قوم پر ایک ابتلاء کا وقت ہے دعاؤں اور صدقات سے ابتلاء دور ہو جایا کرتے ہیں۔ اس لئے آپ دعائیں کریں اور استحکام پاکستان کے لئے جس حد تک ممکن ہو صدقات بھی دیں''۔ (خطبات ناصر جلد چہارم صفحہ 412)

ملائکہ کی افواج ہمیشہ ہر محاذ پر پاکستان کی مدد کریں!

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب جب خلیفۃ المسیح منتخب ہوئے اور جلسہ سالانہ آیا تو یہ وہ وقت تھا جب چند ماہ قبل ہندو پاک جنگ 1965ء ختم ہوئی تھی۔ آپ نے اس موقع پر احباب جماعت کو پاکستان کی حفاظت اور اس کے استحکام اور ترقی کیلئے دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

''پاکستان کی حفاظت کے لئے بھی دوست ضرور دعائیں

کریں……اپنی دعاؤں میں پاکستان کو خصوصیت کے ساتھ ضرور یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کی حفاظت فرمائے اور ملائکہ کی افواج ہمیشہ ہر محاذ پر پاکستان کی مدد کریں''۔ (الفضل ربوہ 24 فروری 1966ء ص5)

1971ء کے حالات میں دعاؤں کی تحریکات

1971ء میں پاکستان اور بھارت کی جنگ سے قبل آپ نے پاکستان کی کامیابی کی دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

''دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پاکستان کو ہر قسم کے نقصان اور ہر قسم کی بے عزتی سے محفوظ رکھے اور پاکستان کو ہر قسم کی کامیابی عطا کرے اور پاکستان کے دشمنوں کے مقدر میں ساری ناکامیاں ہوں عارضی طور پر بھی اور ہمیشہ کیلئے بھی۔''

پھر فرمایا:

''آپ نے اپنے مال سے بھی وقت سے بھی اور ہر قسم کی مادی قربانیوں سے اور اپنی دعاؤں سے بھی اپنے ملک کی خدمت، اپنی حکومت کی خدمت اور اپنے بھائیوں کی خدمت کرنی ہے۔''

(خطبہ جمعہ 15 راکتوبر 1971ء بحوالہ خطبات ناصر جلد سوم صفحہ 476)

وطن کیلئے کام تو کرنا پڑے گا

پاکستان کے نامور فرزند اور ماہر اقتصادیات حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے ایک لمبا عرصہ پاکستان کی مختلف حیثیتوں سے خدمت کی۔ آخری کچھ سال امریکہ میں گزارے اس دوران بھی خدمت کا سلسلہ جاری رہا۔ ایک مرتبہ مکرم طاہر محمد صاحب مصطفیٰ ابن ناصر محمد صاحب سیال نے خاکسار کو بتایا کہ امریکہ میں پریسلر ترمیم جس کے تحت پاکستان پر اقتصادی پابندیاں عائد کر دی گئی تھیں اس کے خلاف سینیٹر براؤن کی طرف سے سینٹ میں براؤن ترمیم پیش کی گئی۔ اس ترمیم کو منظور کروانے کے سلسلے میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے بھی خصوصی کوششیں کیں۔ اس سلسلے میں حکومت پاکستان کی امریکہ میں سفیر ملیحہ لودھی کی طرف سے ایک مرتبہ مشہور Madison Hotel میں ایک خصوصی میٹنگ کی گئی۔ میں اکثر ایسی میٹنگز کیلئے حضرت میاں صاحب کو چھوڑ آتا تھا اور پھر دوبارہ کچھ دیر بعد لے آتا۔ اس میٹنگ کے بعد جب میں آپ کو لینے گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ بڑے تیز قدم اُٹھاتے ہوئے آرہے ہیں اور گاڑی میں بیٹھتے ہی فرمایا کہ ''اب تو کرنا پڑے گا'' میں نے اس بات کی تفصیل پوچھی تو مجھے بتایا کہ ملیحہ لودھی نے واپسی پر مجھے چلتے ہوئے خصوصی طور پر کہا کہ میاں صاحب اس کام کیلئے دعا بھی کریں اس لئے اب اس کام کو ہر صورت

ہماری تعلیم ہماری رگوں میں اور ہمارے خون میں سرایت کر چکی ہے کہ ملک کے ساتھ ہر صورت میں وفاداری کو نبھانا ہے

کرنا پڑے گا۔ اس کے بعد آپ نے اس سلسلے میں اپنی کوششیں تیز تر کر دیں اور جب براؤن ترمیم منظور ہو گئی تو امریکہ میں پاکستانی سفیر نے صدر پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان کی طرف سے حضرت میاں صاحب کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔

اس واقعہ کو حضرت صاحبزادہ صاحب نے خود بھی ایک انٹرویو میں بیان کیا ہے ہفت روزہ حرمت کے ایڈیٹر مکرم زاہد ملک صاحب نے امریکہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب سے ایک انٹرویو لیا جو حرمت 27 دسمبر 1996ء میں شائع ہوا۔ براؤن ترمیم کے حوالے سے آپ نے انٹرویو

انہوں نے ڈاکٹر صاحب سے بار بار کہا کہ ہم آپ کو 300 کروڑ آفر کرتے ہیں اور "سلام یونیورسٹی" سرینگر میں بنائیں گے لیکن ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آپ میرے نام پر جو مرضی بنائیں۔"میں اوّل و آخر پاکستانی ہوں"

میں کہا:

"ہماری تعلیم ہماری رگوں میں اور ہمارے خون میں سرایت کر چکی ہے وہ یہ ہے کہ ملک کے ساتھ ہر صورت میں وفاداری کو نبھانا ہے...... حال ہی میں پریسلر ترمیم کے خلاف جو براؤن ترمیم کے لئے کوشش ہوئی تھی تو اس وقت مجھے بھی ایمبیسی نے کہا کہ میں بھی اس سلسلے میں کوشش کروں۔ تو میں نے اس وقت بڑی بھرپور کوشش کی تھی یہاں تک کہ یہاں پاکستانی کمیونٹی اور تمام متعلقہ حلقوں میں خاصی دھاک بیٹھی اور حیرت سے لوگوں نے کہا کہ ہم سمجھتے تھے کہ یہ ملک کے خلاف ہیں لیکن انہوں نے تو ملک کیلئے بڑا کام کیا ہے اور جان کی بازی لگا کے جدوجہد کی ہے"۔

(ہفت روزہ "حرمت" 27 دسمبر 1996 صفحہ 11، بحوالہ الفضل 13 اگست 2002ء)

میں اوّل و آخر پاکستانی ہوں

نوبل انعام یافتہ واحد پاکستانی احمدی سائنسدان حب الوطنی میں بھی اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے تھے۔ ایک سائنسدان جناب ڈاکٹر کامران صاحب مکرم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ:

ڈاکٹر صاحب کو پاکستان کے ساتھ جنون کی حد تک محبت تھی جب انہیں پتہ چلتا تھا کہ فزکس کا فلاں پراجیکٹ شروع ہو رہا ہے تو فوراً بتاتے کہ اس میں فلاں پاکستانی سائنسدان کو ایڈجسٹ کرواؤ۔

ایک سائنسدان پروفیسر اکرام الحق صاحب نے بتایا کہ:

مختلف ممالک نے کوشش کی کہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب ان کی شہریت لے لیں۔ مثلاً ایک دفعہ نہرو نے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو کہا کہ آپ تقسیم ہند سے پہلے تو انڈین تھے ایک دفعہ انڈیا آ جائیں ہم جیسا ادارہ آپ کہیں گے بنائیں گے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب بھلا کہاں ماننے والے تھے۔ بلکہ ہم نے ڈاکٹر صاحب کی علالت کے دوران انڈین اخبارات کے تراشے دیکھے ہیں جن سے پتہ چلتا تھا کہ انہوں نے ڈاکٹر صاحب سے بار بار کہا کہ ہم آپ کو تین سو کروڑ آفر کرتے ہیں اور "سلام یونیورسٹی" سرینگر میں بنائیں گے لیکن ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آپ میرے نام پر جو مرضی بنائیں۔ "میں اوّل و آخر پاکستانی ہوں"۔

پروفیسر اکرام الحق صاحب نے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے بارے میں یہ دوٹوک گواہی دی کہ: پاکستان ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی First Priority تھا اور پاکستان ہی ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کا First And Last Love تھا۔

آپ ہمیشہ اپنے وطن کے لئے تڑپتے رہے

اپریل 1984ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو اپنے پیارے وطن سے مجبوراً ہجرت کرنا پڑی لیکن آپ نے اس ملک کے ساتھ اپنی محبت کا حق ادا کر دیا اور اہل پاکستان کے لئے خود بھی دردناک دعائیں کیں اور احباب جماعت کو بھی مسلسل دعاؤں کی تحریک کی۔ آپ نے جلسہ سالانہ برطانیہ 1986ء کے اختتامی خطاب میں 27 جولائی کو فرمایا:

"پاکستان کے لئے بھی دعائیں کرو کیونکہ سب سے زیادہ

محبت ہمیں پاکستان سے صرف اس لئے نہیں کہ وہ ہمارا یعنی پاکستان سے آنے والوں کا وطن ہے بلکہ......ساری دنیا میں یہ ایک ہی ملک ہے جو کلمے کے نام پر وجود میں آیا تھا.......
پس چونکہ آغاز کے طور پر رسول اکرم ﷺ کی محبت اور خدا کے نام پر یہ ملک جیتا گیا تھا اس لئے ہماری محبت بہر حال قائم رہے گی......پس اے پاکستان کے عظیم وطن! خدا کی قسم ہمیں تجھ سے پیار ہے......اور وہ سارے احمدی بھی جن تک تیری زمین میں پیدا ہونے والوں نے پیغام حق پہنچایا تھا وہ بھی تیرے ممنون ہیں اور ہمیشہ ممنون احسان رہیں گے اس لئے وہ بھی تیرے لئے دعا کرتے رہیں گے''۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 13 / اگست 1998ء)

آپ کا جذبہ حب الوطنی کبھی نظم میں ڈھلا اور کبھی نثر میں کبھی اپنے وطن سے ہجرت کرنے والوں سے یہ پوچھا کہ: ع

اے دیس سے آنے والے بتا کس حال میں ہیں یارانِ وطن

......اور کبھی احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی وجہ سے اپنے پیارے وطن کی بدنامی کا خوف دل پر طاری ہو گیا اور یوں گویا ہوئے۔ ع

کیا ظلم و ستم رہ جائیں گے اب دنیا میں پہچانِ وطن

اور پھر یہ دعا بھی دی کہ:

؎ اے قوم ترا حافظ ہو خدا ٹالے سر سے ہر ایک بلا

اور پھر آپ کا یہ منظوم کلام تو امر ہو چکا ہے۔ اہل وطن کبھی تو اس پیغام کو سنیں گے۔

اہل وطن سے دردمندانہ خطاب

بہار آئی ہے دل وقف یاد کر دیکھو
خرد کو نذر جنون بہار کر دیکھو

غضب کیا ہے جو کانٹوں سے پیار کر دیکھا
اب آؤ پھولوں کو بھی ہمکنار کر دیکھو

جو کر سکے تھے کیا ، غیر ہمیں بنا نہ سکے
ہم اب بھی اپنے ہیں اپنا شمار کر دیکھو

پس اب نہ دور رکھو اپنے دل سے اہل وطن
ہے تم سے پیار ہمیں اعتبار کر دیکھو

بلا رہی ہیں تمہیں پیار کی کھلی بانہیں
چلے بھی آؤ نا لِلّٰہ پیار کر دیکھو

دعا بہت بڑی دولت ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''دعا بڑی دولت اور طاقت ہے اور قرآن شریف میں جابجا اس کی ترغیب دی ہے اور ایسے لوگوں کے حالات بھی بتائے ہیں جنہوں نے دعا کے ذریعہ اپنی مشکلات سے نجات پائی۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور ان کی کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔ دعاؤں کے ذریعہ سے ایسی تبدیلی ہوگی جو خدا کے فضل سے خاتمہ بالخیر ہو جاوے گا۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ: 207)

مجالس کی مساعی

(قیادت عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان)

مجلس انصاراللہ پاکستان کی سہ ماہی میٹنگ

09/جون مجلس انصاراللہ پاکستان کی سال 2013ء میں دوسری سہ ماہی میٹنگ مرکز میں منعقد کی گئی۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے 154 عہدیداران نے شرکت کی ۔8/جون کو 14 ناظمین علاقہ 2 ایڈیشنل ناظمین علاقہ اور مکرم ناظم صاحب ضلع کراچی کے ساتھ 08/جون کی شب 08:00 بجے تا 09:30 بجے علاقائی جائزہ کیلئے ایک میٹنگ رکھی گئی جس میں ناظمین علاقہ کو اہم تعلیمی وتربیتی امور اور اہداف پورے کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔

9/جون کو افتتاحی کلمات میں صدر مجلس انصاراللہ نے توجہ دلائی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ خطبہ جمعہ میں دو پہلوؤں کی طرف نصیحت فرمائی ہے ایک عجز وانکسار اختیار کرنا اور دوسرا صبر وصلوٰۃ سے اللہ تعالیٰ کی مدد چاہنا۔احباب جس طرح پیار اور محبت کا تعلق اپنے امام سے رکھتے ہیں اسی طرح والہانہ انداز میں اس پر بھی لبیک کہنا چاہئے ۔خلافت خامسہ کی غیر معمولی ترقیات اور فتوحات دیکھ کر بطور شکرانہ ہماری یہ ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے کہ ہم اپنا محاسبہ کریں اور اپنے مفوضہ کاموں کیلئے دُعا بھی کریں۔ اس موقع پر انصاراللہ کے کاموں کی تکمیل کیلئے عہدیداران کو اگلی سہ ماہی کا پروگرام دیا گیا۔ قائدین کرام نے اپنے اپنے شعبہ جات کے جائزے پیش کر کے ہدایات دیں اور نمائندگان کے وضاحت طلب امور کے جوابات دیئے۔10:30 بجے چائے کے وقفہ میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے تشریف لا کر انصار کی حوصلہ افزائی فرمائی ۔ وقفہ کے بعد ملٹی میڈیا کے ذریعہ انصاراللہ پاکستان کی ویب سائٹ اور جماعت کی دیگر اہم ویب سائٹس کا تعارف کروا کے معلومات فراہم کی گئیں ۔مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر اول نے مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کی طرف توجہ دلائی ۔اختتامی کلمات میں مکرم صدر مجلس نے عہدیداران کو تلقین کی کہ اپنی مساعی پر نظر رکھیں اور حضور کی تازہ نصیحت کے مطابق کوشش اور صبر وصلوٰۃ سے کام لیں ۔ نمازوں میں جو کمی اور خلا ہے اسے دُور کرنے کیلئے مجاہدہ اور محنت کی ضرورت ہے ۔گرمی کی شدت کے باوجود مجموعی طور پر حاضری 93.87% رہی۔

23,24/مئی کو علاقہ اور ضلع راولپنڈی نے عہدیداران کے ساتھ ایک میٹنگ منعقد کی جس میں مکرم صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے شعبہ جات کا جائزہ لے کر ضروری امور کی طرف توجہ دلائی ۔میٹنگ میں نظامت علاقہ کے 19 اور نظامت ضلع کے 30 عہدیداران نے شمولیت کی ۔حاضری 49 رہی۔

میڈیکل کیمپس و ایثار (خدمت خلق)

ماہ مئی میں مجلس رچنا ٹاؤن لاہور نے بمقام باجوہ ٹاؤن میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا جس سے 119 مریضوں نے استفادہ کیا۔

ماہ مئی میں مجلس دارالنور فیصل آباد کے حلقہ حاجی آباد کے انصار نے کھانا 20 مستحقین افراد میں تقسیم کیا۔مبلغ 51490 روپے سے مستحقین کی مالی مدد کی گئی۔بیوہ کالونی میں میڈیکل کیمپ کے ذریعہ 55 مریضوں کو مفت ادویات دی گئیں ۔فری ڈسپنسری میں 175 مریض دیکھے گئے۔

ماہ مئی نظامت علاقہ راولپنڈی کے زیر اہتمام اسلام آباد اور چکوال میں میڈیکل کیمپ کا انعقاد ہوا جس میں 141 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

ماہ مئی میں نظامت ضلع عمر کوٹ کی 18 مجالس سے 256 من 10 کلو گندم 296 اور 34250 روپے مستحقین میں تقسیم کئے

گئے۔نیز 200 مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔

ماہ مئی میں نظامت ضلع حافظ آباد کے زیر اہتمام 198 مستحقین کو 257 من گندم دی گئی اور میڈیکل کیمپ کے ذریعہ 115 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

ماہ مئی میں نظامت ضلع بہاولنگر کے زیر اہتمام 70 من گندم غرباء میں تقسیم کی گئی، کینسر کی ایک مریضہ کے علاج کیلئے 40000 روپے اور 6 مریضوں کو علاج کیلئے 7200 روپے کی مدد کی گئی

ماہ مئی میں نظامت علاقہ ملتان کے زیر اہتمام بمقام مجلس کوٹھے والا میں میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں مرکز سے دو ڈاکٹرز ایلو پیتھ اور ایک ڈاکٹر ہومیو پیتھ نے مریضوں کا علاج کیا اور ادویات دیں۔کل 850 مریضوں نے استفادہ کیا۔

ماہ مئی نظامت ضلع سرگودھا کے زیر اہتمام رکھ چراگاہ، گھوگھیاٹ 98 شمالی، 32 جنوبی، 33 جنوبی اور سرگودھا شہر کی مجالس سے 56 عدد سوٹ، 17 من گندم مستحقین میں تقسیم کئے اور تصیب نکاجات کی مد میں مبلغ 40000 روپے جمع کروائے۔

ماہ مئی میں مجلس چک نمبر 21 نبی پور ضلع سانگھڑ نے بمقام چک 24 ہومیوفری ڈسپنسری میں 900 مریضوں کا علاج کیا۔

ماہ مئی میں مجلس ماڈل کالونی کراچی نے بمقام R-38 اتفاق کالونی ملیر توسیعی کالونی میں 5 میڈیکل کیمپس لگائے جن سے 1893 مریضوں نے استفادہ کیا جبکہ نادار مستحقین کے لئے 13 عدد سلے اور ان سلے سوٹ دیئے۔

ماہ مئی میں مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کے 9 حلقہ جات نے ربوہ کے گردونواح میں 4 میڈیکل کیمپس کا انعقاد کیا جس میں 1005 مریضوں کا علاج کیا گیا۔میڈیکل کیمپس کے علاوہ 2242 مریضوں کا علاج کیا گیا۔ادویات پر مبلغ 111970 روپے خرچ ہوئے۔محلہ جات سے موصولہ انگریزی ادویات کی 2 اقساط مجلس انصار اللہ پاکستان کے میڈیسن بنک میں جمع کروائی گئیں 376 غرباء و مستحقین کی مبلغ 262790 روپے سے مالی مدد کی گئی۔24 محلہ جات کے 99 کاشتکار اور مخیّر حضرات نے 161 غرباء و مستحقین میں 235 من گندم کا عطیہ دیا۔

ماہ مئی میں نظامت ضلع میرپور آزاد کشمیر کے زیر انتظام 26 انصار کو بلڈ پریشر چیک کرنے کی تربیت دی گئی اور ہنگامی صورتحال میں فرسٹ ایڈ کے بارہ میں معلومات دی گئیں۔

ماہ مئی میں نظامت ضلع فیصل آباد نے مرکزی ہدایات کے مطابق مبلغ 30000 روپے کی رقم تصیب نکاجات کی مد میں جمع کروائی۔

17 مئی مجلس کریم نگر فیصل آباد کے زیر اہتمام فیصل لیبارٹری میں شوگر چیک اپ اور بلڈ چیک اپ کا فری میڈیکل کیمپ لگایا گیا۔ 42 افراد مستفید ہوئے۔

19 مئی مجلس گلشن پارک لاہور کے زیر انتظام مسلم آباد میں میڈیکل کیمپ کے ذریعہ 37 مریضوں اور میڈیکل کیمپ کے علاوہ 51 مریضوں کا معائنہ کر کے ادویات دی گئیں۔دوران ماہ 2200 روپے عطیہ جات تصیب نکاجات سندھ اکٹھے کئے گئے۔147 عدد مختلف سائز کے سوٹ، جرسیاں پینٹ شرٹ، شلوار قمیص، برقعے اور فراک برائے امداد جمع کروائے۔

19 مئی نظامت ضلع اسلام آباد کے زیر انتظام علاقہ برہان ضلع اٹک ایک بھٹہ پر میڈیکل کیمپ لگایا گیا۔41 مریضوں کا علاج کیا گیا۔طاہر ہومیو پیتھک ڈسپنسری میں مکرم ڈاکٹر خالد ورک صاحب نے 17 مریضوں کا مفت علاج کیا اور ادویات دیں۔ 37 مریضوں کو مفت مشورے اور ادویات دیں۔امداد مریضان میں مجلس اسلام آباد شرقی نے سات سال کی بچی کے حادثاتی طور پر جل جانے کی وجہ سے اپریشن وغیرہ کے لئے مبلغ 26000 روپے کی مدد کی۔مجلس اسلام آباد غربی نے مبلغ 30000 روپے بطور خرچ ٹیوب ویل ادا کئے۔

19 اور 26 مئی نظامت ضلع سیالکوٹ کے زیر اہتمام 2 فری میڈیکل کیمپس بالترتیب بمقام کھرپہ اور عزیز پور ڈوگری میں لگائے گئے جس میں 146 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

24، 25/مئی قیادت شعبہ ایثار مجلس انصار اللہ پاکستان کے زیر اہتمام بمقام شکر گڑھ اور نارووال 2عدد میڈیکل کیمپس کا انعقاد کیا گیا ۔جس میں 700مریضوں کا علاج کیا گیا ۔ 2ڈاکٹرز صاحبان کے ساتھ پانچ احباب نے خدمات سرانجام دیں۔

30/مئی نظامت ضلع لاہور نے مجلس ڈیفنس طاہر اور ڈیفنس مسرور کے تعاون سے انسٹیٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ لاہور کے 100مریضوں کیلئے سوفٹی چپل، کپڑے دھونے کا صابن نہانے کا صابن اور سرسوں کے تیل پر مشتمل تحائف دیئے۔

ماہ جون نظامت ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے زیر اہتمام 25مجالس سے 40من گندم وصول کر کے غرباء میں تقسیم کی گئی ،جبکہ گوجرہ شہر کے ایک ناصر نے 35من گندم غرباء میں تقسیم کی،ادویات اور علاج معالجہ کے لئے 10مجالس نے مبلغ 12500روپے دیئے

ماہ جون میں مجلس نورنگر ضلع عمرکوٹ نے مستحقین میں 3من 30 کلو گندم تقسیم کی۔

ماہ جون میں نظامت ضلع نارووال کے زیر انتظام 80من گندم مستحقین میں تقسیم کی گئی اور تقریباً 50000روپے کی غرباء کی مالی مدد کی گئی۔

ماہ جون میں مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ اور اس کے محلہ جات (دارالصدر غربی قمر، ناصر آباد جنوبی، دارالعلوم شرقی، دارالبرکات، طاہر آباد جنوبی) کو بمقام سانگرہ سادات، محلہ مرتضیٰ آباد دلالیاں، ٹھٹھہ غلام نذر، احمد نگر، کوٹ اسماعیل، چک 221 تحصیل بھوانہ اور چوک مدوعلی میں کیمپس لگانے کی توفیق ملی ۔جس میں 699 مریضوں کو مفت ادویات دی گئیں ۔

وقار عمل

ماہ مئی میں نظامت ضلع میر پور آزاد کشمیر کے زیر اہتمام مجلس نیو سٹی میں نئے منظور شدہ قبرستان کی حدود میں باڑ اور پتھر لگائے گئے اور پودوں کے گرد اینٹیں لگا کر پانی دیا گیا۔وقار عمل میں 40انصار 27خدام اور 20اطفال نے حصہ لیا۔

ماہ مئی میں مجلس دارالنور فیصل آباد کے انصار نے وقار عمل کیا جس میں 59انصار نے حصہ لیا۔

24/مئی مجلس دارالحمد فیصل آباد کے تحت چار حلقوں مسعود آباد و سمن آباد، ملت کالونی ،مظفر کالونی میں وقار عمل کیا گیا جس میں نماز سنٹر، گلیوں و گھروں کی صفائی کی گئی۔حاضری 38رہی۔

ماہ جون میں مجلس محمود آباد کراچی نے بیت المحمود کو جانے والے راستہ میں ایک گٹر کی صفائی کی جس سے پورا راستہ گندے پانی سے بھرا رہتا تھا ۔16انصار نے وقار عمل میں حصہ لیا۔

21/جون مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کے زیر انتظام گرین بیلٹ کے ساتھ 2مرلہ جگہ پر وقار عمل کیا گیا۔تین گھنٹے کام کیا گیا جس میں 20انصار نے حصہ لیا۔

☆پاکستان ہمارا وطن☆

(کلام مکرم روشن دین تنویر صاحب سابق مدیر الفضل)

پاکستان	ہمارا	وطن	ہے		
جان	سے	بڑھ	کر	پیارا	وطن	ہے
اپنی	آنکھ	کا	تارا	وطن	ہے
اپنے	دل	کا	سہارا	وطن	ہے
جان	سے	بڑھ	کر	پیارا	وطن	ہے
پاکستان	ہمارا	وطن	ہے		
مصر	یہی	کنعان	یہی	ہے	
لعل	و	گہر	کی	کان	یہی	ہے
لالہ	،	گل	،	ریحان	یہی	ہے
سورج	چاند	ستارہ	وطن	ہے	
جان	سے	بڑھ	کر	پیارا	وطن	ہے
پاکستان	ہمارا	وطن	ہے		

(الفضل ربوہ 23/مارچ 1956 ،صفحہ 3)

(بقیہ از صفحہ 6) اس لیے مومن کی یہ شرط ہے کہ اُس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے ماموروں کا خاصہ ہوتا ہے"۔ (یعنی سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کے ماموروں اور مرسلوں میں یہ بات ہوتی ہے کہ اُن کی عاجزی انتہا کو پہنچی ہوتی ہے) فرمایا: "اُن میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ وصف تھا۔ آپؐ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپؐ کا کیا معاملہ ہے۔" (یعنی آپؐ کیسا سلوک کرتے ہیں؟) تو "اس نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ" ۔فرمایا: "یہ ہے نمونہ اعلیٰ اخلاق اور فروتنی کا۔ اور یہ بات سچ ہے کہ زیادہ تر عزیزوں میں خدام ہوتے ہیں جو ہر وقت گرد و پیش حاضر رہتے ہیں۔ اس لیے اگر کسی کے انکسار و فروتنی اور تحمل و برداشت کا نمونہ دیکھنا ہو تو ان سے معلوم ہو سکتا ہے"۔ ❹❺

پس یہ ہے اُس شارع کاملؐ کا نمونہ جس کا اُسوہ اپنانے کی اُمت کو بھی تلقین کی گئی ہے۔"

❶ (البقرۃ: 46۔47) ❷ (بنی اسرائیل: 110) ❸ (ماخوذ از براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 578)

❹ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 438-437 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

❺ (خطبہ جمعہ 07/جون 2013ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 28/جون تا 04/جولائی 2013ء)

(بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2013ء)

خطبہ جمعہ کے اوقات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے MTA پر خطبہ جمعہ نشر ہونے کے اوقات کا چارٹ

☆ براہ راست: بروز جمعہ 5 بجے شام (یکم اپریل تا 30/ستمبر) 6 بجے شام (یکم اکتوبر تا 30/مارچ)

☆ نشر مکرر: (نوٹ: اوقات میں 15 سے 20 منٹ کی کمی بیشی ہو سکتی ہے)

جمعہ	ہفتہ	اتوار	سوموار	منگل	بدھ	جمعرات
9:20 PM	2:00 AM	4:00 AM	3:00 AM	4:00 PM	12:30 AM	7:00 PM
-	7:10 AM	7:30 AM	8:35 AM	-	-	-
-	3:35 PM	6:05 PM	-	-	-	-

(قیادت تربیت مجلس انصاراللہ پاکستان)

میٹنگ و پکنک مجلس انصاراللہ ضلع اوکاڑہ منعقد 28 مئی 2013ء

وقارعمل مجلس انصاراللہ اسلام آباد منعقد 23 جون 2013ء

پکنک مجلس انصاراللہ ضلع راولپنڈی منعقد 23 جون 2013ء

Monthly
ANSARULLAH
Regd #: FR - 8
ansarullahpakistan@gmail.com
magazine@ansarullahpk.org
Ph.: 047-6212892
Fax: 047-6214631
Cell: 0336-7700250
August 2013 Ramadhan 1434 Zahoor 1392
Editor: Ahmad Tahir Mirza

پاکستان میں رہنے والے احمدی اپنے ایمان اور ایقان کیلئے خاص طور پر بہت دعا کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کرے کہ جماعت بحیثیت جماعت بھی اور ہر فردِ جماعت بھی عاجزی اور انکساری کے اُس مقام پر پہنچے جہاں اُن کا صبر بھی حقیقی صبر بن جائے، اُن کی عبادتیں بھی حقیقی عبادتیں بن جائیں جو خدا تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوں۔ ان صبر اور دعاؤں کے پھل اگلے جہان میں نہیں بلکہ اس دنیا میں بھی ایسے لگیں کہ دنیا کو نظر آ جائے کہ یہ جماعت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیدا کی ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی سے حاضر ہونے والی، اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے والی اور اللہ تعالیٰ کے ہر حکم پر نہایت عاجزی سے عمل کرنے والی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے والی ہے۔ صبر اور دعا کے ساتھ دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرنے والی ہے۔ مشکلات اور مصائب کے وقت دنیا والوں کی طرف جھکنے والی نہیں بلکہ اُس خدا کی طرف جھکنے والی ہے جو سب طاقتوں کا مالک ہے، جو دشمن کو اُس کے تمام تر ساز و سامان اور ظاہری قوت کے باوجود زیر کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ جب یہ نظارے دنیا کو ہم میں نظر آئیں گے تو دنیا یہ کہنے پر مجبور ہو گی کہ حقیقی مومن یہی ہیں۔ خدا تعالیٰ سے تعلق والے اگر دیکھنے ہیں تو یہی لوگ ہیں جن میں خدا نظر آتا ہے۔ یہی لوگ ہیں جو اپنے رب کا پیار حاصل کرنے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو دنیا کو خدا سے ملنے کے راستے دکھا سکتے ہیں۔

خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اس حالت کو حاصل کرنے والا ہو اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ عاجزی اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی محبت میں بڑھتے چلے جانے والا ہو تا کہ نجاتِ اُخروی حاصل کرنے والا ہو۔ جماعت پاکستان کے لئے جو وہاں پاکستان میں حالات ہیں، اُن کے لئے بھی دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی مشکلات کو دور فرمائے۔ اُن کے ایمانوں کو مضبوط رکھے اور خدا تعالیٰ سے تعلق میں اللہ تعالیٰ اُن کو بڑھاتا چلا جائے۔ پاکستان میں رہنے والے احمدی بھی اپنے ایمان اور ایقان کے لئے خاص طور پر بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے قرب کا مقام ہر ایک کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 07/جون 2013ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 28/جون تا 04/جولائی 2013ء)